رسالہ "قرآن قادیانی" کا جواب

از

محمد اسمٰعیل دیالگڑھی

صیغہ نشر و اشاعت
صدر انجمن احمدیہ قادیان کی
طرف سے جناب سیٹھ خیر الدین احمد صاحب
پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لکھنؤ
نے اپنے خرچ پر شاہی پریس لکھنؤ
میں چھپوا کر لکھنؤ سے
شائع کیا

دیباچہ

مکرم جناب سید ارشد علی صاحب نے لکھنؤ سے اور مکرم چودھری شجاعت علی صاحب انسپکٹر بیت المال اڑیسہ نے سونگھڑہ سے رسالہ "قرآن قادیانی" کا ایک ایک نسخہ نظارت دعوۃ و تبلیغ میں ارسال کیا اور بڑے اصرار سے یہ خواہش کی کہ اسکا جواب کسی عالم سے لکھوا کر شائع کیا جائے اس رسالہ میں جو جے پور۔ ضلع کوراپٹ (اڑیسہ) کے ایک غیر احمدی سکول ماسٹر نے لکھا ہے کوئی ایسی نئی بات یا نیا اعتراض مندرج نہیں جسکا ہمارے سلسلہ کے لٹریچر میں بارہا جواب نہ آچکا ہو بلکہ مولف نے پرانے مخالفین کے فرسودہ اعتراضات کو ہی ایک جگہ جمع کر کے اسے اپنی تحقیق ظاہر کیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس رسالہ میں جابجا ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے یہ امر بالکل عیاں ہو جاتا ہے کہ مولف نے ہمارے سلسلہ کی اصل کتب کو دیکھا تک نہیں، بلکہ دوسرے مخالفین سلسلہ کے اعتراضات کو جمع کر کے ان کے پس خوردہ کو استعمال کیا ہے۔ ایسی صورت ان کے اعتراضات کے جواب کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ انکے جوابات متعدد مرتبہ دیئے جا چکے ہیں۔ مگر ہمارے احمدی احباب نے توجہ دلائی کہ جس علاقہ میں یہ رسالہ شائع کیا گیا ہے وہ بہت پس ماندہ اور ہمارے لٹریچر سے ناواقف ہے اس لئے اگر اسکا جواب شائع نہ کیا گیا تو ان غلط بیانیوں کی وجہ سے جو اس رسالہ میں کی گئی ہیں۔ اور اس دھوکہ دہی سے جس سے اس رسالہ میں کام لیا گیا ہے اس علاقہ کے لوگ احمدیت کے صحیح عقائد اور اصل تعلیم معلوم کرنے سے قاصر رہیں گے۔ اس پر نظارت نے مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیال گڑھی مولوی فاضل مبلغ سلسلہ کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ اسکا جواب لکھیں چنانچہ انھوں نے یہ جواب لکھا اور اب خدا کے فضل سے اسے شائع کیا

جارہا ہے اڑیسہ کی احمدی جماعتوں اور احمدی افراد سے التماس ہے کہ احسن طریق پر اسے لوگوں میں تقسیم کریں۔ اور تمام حق پسند احباب تک اسے پہنچائیں تاکہ وہ صداقت کو پہچان کر اسے قبول کریں۔

میں نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مکرم جناب سیٹھ خیر الدین احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لکھنؤ اور سید ارشد علی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس رسالہ کی اشاعت کا خرچ اپنے ذمہ لیا دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے مال و جان اور ان کی اس قربانی میں برکت ڈالے اور اسکے بہترین ثمرات پیدا فرمائے جس شخص کو اس رسالہ کے پڑھنے کی توفیق ملے خدا تعالیٰ اس کا سینہ صداقت قبول کرنے کے لئے کھولدے خدائے تعالیٰ ہمارے مخالفین کو بھی توفیق دے کہ وہ تعصب اور ضد کو چھوڑ کر جسکی وجہ سے وہ غلط بیانی اور افتراء کے مرتکب ہوتے ہیں ہر بات کو انصاف اور دیانت سے پرکھیں اور اگر انہیں اس میں سچائی نظر آئے تو کسی ملامت گو کی ملامت کی پرواہ کئے بغیر اسے قبول کر لیں۔

والسلام

(ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان ۲۰ ش/۴۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۵

مقدمہ

خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام قرآن مجید میں جا بجا ایسے اصول اور دلائل بیان فرمائے ہیں۔ جو جھوٹے اور سچے مدعی نبوت کے درمیان مابہ الامتیاز ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے مامورین کے مخالف ان تمام اصول اور قواعد کو بالائے طاق رکھ کر اپنے اپنے زمانہ کے مامور اور مرسل من اللہ کی مخالفت کرتے اور ان پر ہنسی اڑاتے ہیں اور اپنے سے پہلے انبیا کی مخالفت کرنے والے لوگوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس اصل کو قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے۔ کہ:۔ مَا یُقَالُ لَکَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِکَ

یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیری صداقت کا ایک نشان یہ بھی ہے کہ تیرے مخالف تجھ پر وہی اعتراضات کریں گے جو پہلے انبیاء پر کئے گئے اور تیری مخالفت میں وہی طریق اختیار کریں گے جو پہلے انبیاء کے مخالفین نے اختیار کیا۔ ایک دوسری جگہ خدا تعالیٰ نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے کہ کذالک ما اتی الذین من قبلھم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون اَتَوَاصَوا بِہٖ بل ھم قومٌ طاغون۔

(ذاریات آخری رکوع)

یعنی انبیاء کی مخالفت کرنے والے لوگ انبیاء کی مخالفت کرنے کے طریقوں میں اسقدر مشابہ اور ہم رنگ ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے پہلے لوگ بعد میں آنے والوں کو وصیت کر جاتے رہے ہیں کہ اپنے زمانہ کے مامور پر یہ یہ اعتراضات اٹھانا اور اس رنگ میں اس کی مخالفت کرنا۔ اس زمانہ کے مامور جری اللہ فی حُلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین بھی قرآن مجید اور احادیث میں بیان شدہ اصول اور معیار صداقت سے کنارہ کشی کرتے ہوئے بالکل پہلے لوگوں کی طرح آپ پر اعتراضات اور آپ کی مخالفت کرتے ہیں چنانچہ حال ہی میں "انجمن تبلیغ اسلام" سونگھڑہ ضلع کٹک کی طرف سے ایک رسالہ "قرآن قادیانی" شائع کیا گیا ہے جس میں مولف رسالہ نے شروع سے لے کر آخیر تک نہ تو کسی آیت قرآنی کو معیار قرار دے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے خلاف استدلال کیا ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی حدیث پیش کی ہے بلکہ بالکل پہلے انبیاء کے مخالفین کی طرح پھر تو حضور علیہ السلام کی ذات پر اعتراضات کرکے اپنے بغض و عناد کا اظہار کیا ہے۔ کچھ حضور علیہ السلام کے الہامات پر اعتراضات کئے ہیں کہ وہ "گول مول" ہیں۔ کچھ اعتراضات اس بات پر کئے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو غیر زبانوں میں الہامات ہوئے۔ اور کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف اسماء پر اعتراضات کئے ہیں۔ غرض اس رسالہ کے تیس کے بتیس صفحات بالکل غیر اصولی بحث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر ناواجب حملے کرنے میں سیاہ کر ڈالے ہیں۔ مولف نے یہ تمام اعتراضات خود تحقیق کرنے کے بعد نہیں لکھے بلکہ مولوی سید امجد علی صاحب صدر المدرسین مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر کی کتاب "بہار شریعت" سے نقل کئے گئے ہیں گویا چوری کرکے اسے اپنی تحقیق ظاہر کیا ہے اور اس طرح جھوٹی شہرت حاصل کرنے کی کوشش کی مگر چوری پکڑی جانے سے الٹی رسوائی ہوئی ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

یاکہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ مخالفین انبیاء کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ
ے اپنے زمانہ کے ہر مامور من اللہ پر بالکل اسی قسم کے اعتراضات کرتے رہے
ں اسے ساحر اور کذاب کہا۔ کبھی اس پر یہ الزام دیا کہ یہ عزت اور
رت کا بھوکا ہے۔ نبوت کا "ڈھونگ" رچا کر لوگوں کا لیڈر بننا چاہتا ہے
۔ کبھی اسکے الہامات پر ہنسی اڑائی کہ ہمیں تو تمہاری "گول مول" باتوں
کچھ سمجھ نہیں آتی۔ کبھی باوجود ہزارہا نشانات دیکھنے کے یہ کہا کہ اس پر
ئی نشان اتارا ہی نہیں گیا۔ اگر سچا ہوتا تو کیوں اسے نشان نہ دیا جاتا
رض خدا تعالیٰ کے فرمان أَتَوَاصَوْا بِهٖ کی اس زمانہ میں بھی پوری پوری
صدیق ہو رہا ہے کہ پہلے زمانہ کے لوگوں نے اپنے اپنے زمانہ کے مامورین
ں مخالفت میں جو جو حربہ اٹھایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین
نے بھی گن گن کر وہی قدم اٹھائے اور انہیں ہتھیاروں سے لیس ہو کر
پ کی نبوت پر حملہ آور ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی درست
رمایا ہے ؎

انبیاء کے طور پر حجت ہوئی ان پر تمام
ان کے جو حملے ہیں ان میں سب نبی ہیں حصہ دار

خدا تعالیٰ قرآن مجید میں انبیاء کے مخالفین کے متعلق فرماتا ہے
أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ۔
یعنی یہ تو درست ہے تم اعتراضات کرنے میں بہت
چستی دکھاتے ہو۔ اور سمجھتے ہو کہ تم نے وہ تیر مارا ہے جس سے صداقت کی
مضبوط چٹان میں رخنہ پیدا ہو جائے گا۔ مگر کیا تم نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ

تمہاری اس پرزور مخالفت کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ اگر تو تمہارا ہر قدم کامیابی کی طرف اٹھتا ہے۔ اور جس مدعی نبوت کی تم مخالفت کرتے ہو وہ دن بدن ناکام ہو رہا ہے۔ پھر تو فی الواقعہ تم سچے ہو اور تمہارا مدمقابل مفتری اور کذاب ہے لیکن اگر تمہاری شدید مخالفت عیب چینی اور طرح طرح کے منصوبوں کے باوجود وہ مدعی نبوت اپنے ارادوں میں کامیاب ہوتا چلا جاتا ہے اور تم ناکام رہتے ہو۔ وہ ہر میدان میں تم پر فتح پاتا ہے اور تم نامراد رہتے ہو۔ ہر دن جو چڑھتا ہے وہ اس کے لئے ایک نئی فتح کی بشارت لے کر آتا ہے۔ اور ہر رات جو تم پر آتی ہے وہ تمہارے لئے ایک نئی ذلت اور ناکامی کا پیغام لے کر آتی ہے تو پھر تم کیوں غور نہیں کرتے کہ یہ مدعی اپنے دعویٰ میں سچا اور راستباز ہے اور ہمارے حکم سے کھڑا ہوا ہے۔ بے شک تم اپنے سارے سازو سامان سمیت اس کے مخالف ہو مگر اس کی پشت پر میں ہوں۔ اور یہی اس کی کامیابی اور تمہاری ناکامی کا راز ہے کیونکہ میں کبھی جھوٹے کو سرسبز ہی نہیں دکھاتا بلکہ ہر میدان میں اسے نامراد رکھتا ہوں۔ اور کبھی سچے کو نامراد اور ناکام نہیں رہنے دیتا بلکہ اسے فتح مند اور غالب کرتا ہوں۔

خدا تعالیٰ کے اسی نشان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"تم دیکھتے ہو کہ باوجود تمہاری سخت مخالفت اور مخالفانہ دعاؤں کے اس نے مجھے نہیں چھوڑا۔ اور ہر میدان میں وہ میرا حامی رہا۔ ہر ایک پتھر جو میرے پر چلایا گیا اس نے اپنے ہاتھوں پر لیا۔ ہر ایک تیر جو مجھے مارا گیا۔ اس نے وہی تیر دشمنوں

کی طرف لوٹا دیا۔ میں بیکس تھا۔ اس نے مجھے پناہ دی۔ میں اکیلا تھا۔ اس نے مجھے اپنے دامن میں لے لیا۔ میں کچھ بھی چیز نہ تھا۔ مجھے اس نے عزت کے ساتھ شہرت دی۔ اور لاکھوں انسانوں کو میرا ارادتمند کر دیا۔ پھر وہ اسی مقدس وحی میں فرماتا ہے۔ کہ جب میری مدد تمہیں پہونچے گی۔ اور میرے منہ کی باتیں پوری ہو جائیں گی یعنے خلق اللہ کا رجوع ہو جائے گا۔ اور مالی نصرتیں ظہور میں آئیں گی تب منکروں کو کہا جائے گا۔ کہ دیکھو کیا وہ باتیں پوری نہیں ہو گئیں۔ جن کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے۔ چنانچہ آج وہ سب باتیں پوری ہو گئیں اس بات کے بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ کہ خدا نے اپنے عہد کو یاد کر کے لاکھوں انسانوں کو میری طرف رجوع دے دیا اور وہ مالی نصرتیں کیں جو کسی کے خواب و خیال میں نہ تھیں۔ پس اے مخالفو! خدا تم پر رحم کرے اور تمہاری آنکھیں کھولے۔ ذرہ سوچو کہ کیا یہ انسانی مکر ہو سکتے ہیں یہ وعدے تو براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانہ میں کئے گئے تھے۔ جبکہ قوم کے سامنے ان کا ذکر کرنا بھی ہنسی کے لائق تھا۔ اور میری حیثیت کا اس قدر بھی وزن نہ تھا۔ جیسا کہ رائی کے دانہ کا وزن ہوتا ہے۔ تم میں سے کون ہے کہ جو مجھے اس بیان میں ملزم کر سکتا ہے۔ تم میں سے کون ہے۔ کہ یہ ثابت کر سکتا ہے۔ کہ اس وقت بھی ان ہزارہا لوگوں میں سے کوئی میری طرف رجوع رکھتا تھا۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۶۵)

پس ہم اعتراضات سے نہیں ڈرتے۔ پہلے انبیاء اور ماموریں کو اس قسم کے غیر معقول اعتراضات نے کیا نقصان پہنچایا۔ جو ہم یہ خطرہ محسوس کریں کہ مخالفین کے اسی قسم اعتراضات یعنی ان کے بغض و عناد میں بجھے ہوئے تیر

الٰہی سلسلہ کو کچھ نقصان پہنچا سکیں گے مگر اس بات کا افسوس ضرور ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو منہاج نبوت پر پرکھنے کے بجائے معترضین ہدایت کے راستہ سے منحرف ہو کر ایسا طریق اختیار کر لیتے ہیں جو ضلالت کے گڑھے میں جا گرانے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے لوگوں کی حالت پر متاسف ہوتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہائے افسوس ان نادانوں پر جنہوں نے مجھے شناخت نہ کیا وہ کیسی تیرہ و تار رنگ آنکھیں تھیں جو سچائی کے نور کو دیکھ نہ سکیں میں ان کو نظر نہیں آ سکتا کیونکہ تعصب نے انکی آنکھوں کو تاریک کر دیا۔ دلوں پر زنگ ہے اور آنکھوں پر پردے اگر وہ سچی تلاش میں لگ جائیں اور اپنے دلوں کو کینہ سے پاک کر دیں۔ ان کو روزے رکھیں اور راتوں کو اٹھ کر نمازیں دعائیں کریں اور روئیں اور نعرے ماریں تو امید ہے کہ خدائے کریم ان پر ظاہر کر دے کہ میں کون ہوں چاہیئے کہ خدا کے استغنائے ذاتی سے ڈریں" براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ

اب ہم ناظرین کی خدمت میں رسالہ "قرآن اور قادیانی" میں مندرجہ اعتراضات کے جوابات عرض کرتے ہوئے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ان پر محققانہ رنگ میں غور فرمائیں نیز صداقت اور ہدایت کے متلاشی احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ ہمارے مخالفین حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرتے وقت حضور کی جس کتاب کا حوالہ دیں۔ اگر آپ حضور کی اصل کتاب سے معہ سیاق و سباق وہ حوالہ ملاحظہ فرمائیں تو یقیناً آپ خود بخود فیصلہ فرما سکیں گے کہ حضور اس جگہ کیا مضمون بیان فرما رہے ہیں۔ اور معترض بات کو کاٹ چھانٹ کر اور اسکا بالکل غلط مطلب پیش کر کے کسطرح ناواقف لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔

والسلام

خاکسار محمد اسمٰعیل۔ دیال گڑھی

اس اعتراض کا جواب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وحی کو ہی قرآن مجید یا اسکے برابر قرار دیا ہے

رسالہ "قرآن قادیانی" کا نام ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ مولف نے عوام الناس کو دہوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وحی کو ہی قرآن مجید یا قرآن مجید کے ہم مرتبہ قرار دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں مولف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جو اشعار اور انکا ترجمہ جس رنگ میں پیش کرکے اس سے یہ غلط نتیجہ اخذ کیا ہے اسے ہم من وعن ذیل میں درج کردیتے ہیں۔ اس کے بعد ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام اشعار اور ان کا اصل مطالب پیش کریں گے تاکہ ناظرین انصاف کرسکیں کہ معترض نے کس طرح حضور علیہ السلام کے کلام کا ترجمہ بگاڑ کر لوگوں کو دھوکا دیا ہے اور اس طرح اپنے آپ کو یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ کا مصداق ٹھہرایا ہے۔ لکھا ہے۔

"مرزا جی اپنے وحی والہام کو قرآن کے برابر قرار دیتے ہیں چنانچہ

در ثمین فارسی میں کہتے ہیں:-

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا — بخدا پاک دانمش ز خطا
جو کچھ میں خدا کی وحی سے سنتا ہوں — خدا کی قسم اسے خطا سے پاک سمجھتا ہوں

ہمچو قرآن منزہ اش دانم — از خطاہا ہمیں است ایمانم
اسے قرآن کے برابر پاک سمجھتا ہوں — ہر قسم کی خطا سے اور یہی میرا ایمان ہے

بخدا ہست این کلام مجید — از دہان خدائے پاک وحید
خدا کی قسم یہ میرا کلام مجید ہے — جو پاک خدا کی زبان سے نکلا ہے

آن یقینے کہ بود عیسی را — بر کلامے کہ شد برو القا
جو یقین کہ عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل پر تھا — اس کلام پر جو اس پر نازل ہوا

وآن یقینے کلیم بر تورات — وآن یقینہائے سید السادات
اور جو یقین کہ موسیٰ علیہ السلام کو تورات پر تھا — اور جو یقین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پر تھا

کم نیم ز ہمہ بروئے یقین — ہر کہ گوید دروغ ہست لعین
میں کسی نبی سے یقین میں کم نہیں ہوں — جو مجھے جھوٹا کہے وہ خود ملعون ہے"

ان اشعار اور اس خود تراشیدہ ترجمہ کے بعد مولف رسالہ بطور خلاصہ لکھتے ہیں:-

"یعنی مرزا جی کا کہنا یہ ہے کہ مجھ پر جو وحی نازل ہوتی ہے وہ ہر قسم کی خطا و عیب سے پاک ہے اور قرآن کے برابر پاک ہے بلکہ خدا کی قسم یہی میرا قرآن مجید ہے اور اسی پر میرا ایمان ہے"

اس کے بعد اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ (نعوذ باللہ) حضرت مسیح

موعود علیہ السلام اپنے الہام اور وحی کو ہی قرآن مجید گردانتے ہیں۔ دوسرے اور تیسرے نمبر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ دو الہام پیش کیے ہیں اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اور وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ان الہامات کو پیش کرکے معترض یہ دھوکا دینا چاہتا ہے کہ الرحمن علم القران میں قرآن سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی وحی ہے۔ اور اِنْ هُوَ الا وحی یوحی سے بھی یہی مراد ہے۔

اسکے بعد چوتھے نمبر پر معترض نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل تحریر پیش کی ہے کہ:۔

"ہم کو تو خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے اس قدر یقین اور علی وجہ البصیرۃ یقین ہے کہ بیت اللہ میں کھڑا کرکے جس قسم کی قسم چاہو قسم دے دو۔ بلکہ میرا تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر میں اس بات کا انکار کروں یا وہم بھی کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو معاً کافر ہو جاؤں" (تذکرہ ص۵۸ حاشیہ)

ان چار چیزوں کو پیش کرکے مولف رسالہ "قرآن قادیانی" نے اس سے یہ نتیجہ اختراع کیا ہے کہ:۔

"ان مذکورہ بالا حوالوں سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہونگے مرزا جی کا درجہ کتنا بلند ہے اور ان کی وحی کس مرتبہ کی ہے اور مرزا جی اپنی وحی کو قرآن شریف کے برابر سمجھتے ہیں"۔ رسالہ مذکور ص۱۵

سب سے پہلے ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ان اشعار کو لیتے ہیں جنہیں معترض نے درمیان میں سے بعض اشعار عمداً چھوڑ کر نامکمل وجہ

کیا ہے اور بعض مصرعوں کا ترجمہ بھی بالکل غلط کیا ہے اور ایسا کرنے پر وہ مجبو
تھے کیونکہ اگر وہ ان اشعار کو بالترتیب اور مکمل درج کر دیتے اور ان
ترجمہ بھی درست بیان کر دیتے تو اس صورت میں ان کے اس اختراعی کا سارا
تانا بانا ٹوٹ جاتا تھا اور وہ لوگوں کو یہ دھوکا نہیں دے سکتے تھے کہ حضرت مسیح
موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وحی کو ہی قرآن مجید قرار دیا ہے۔ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کے یہ اشعار ذیل میں درج کر کے اس امر کا فیصلہ ہم
ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ وہ غور فرمائیں ان میں سے کس شعر کا یہ ترجمہ ہے
"خدا کی قسم یہی میرا قرآن مجید ہے" اور معترض نے یہ مطلب کہاں سے
اخذ کیا ہے کہ حضور علیہ السلام اپنی وحی اور الہام کو قرآن مجید کے مدمقابل ا
ہم مرتبہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جن اشعار کا معتر
نے ذکر کیا ہے وہ حضور علیہ السلام کی ایک لمبی نظم میں سے لئے گئے ہیں جو حضو
کی کتاب نزول المسیح کے دس صفحات میں درج ہے۔ اس نظم سے پہلے حضو
نے یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کو دکھلانا یقین کا کام ہے اور روحا
زندگی کا چشمہ یقین سے نکلتا ہے اور اس یقین کے حاصل کرنے کا ذریعہ خدا تعا
کا اپنا کلام ہے۔ اور خدا۔ خدا کے ذریعہ سے ہی پہچانا جاتا ہے۔ بجز خدا تعا
کے مکالمہ کے اس تک پہنچنے کا اور کوئی راستہ نہیں۔ اور اس مکالمہ سے
نے مجھے مشرف فرمایا ہے۔ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ سے سچی محبت رکھتے ہیں۔ ا
چاہئے کہ وہ میری پیروی کریں تا کہ انھیں خدا تعالیٰ تک رسائی ہو جا
حضور فرماتے ہیں :-

"اے پاکیزگی کے ڈھونڈنے والو اگر تم چاہتے ہو کہ پاک دل بن کر زمین پر چلو اور فرشتے تم سے معانقہ کریں تو تم یقین کی راہوں کو ڈھونڈو۔ اور اگر تمہیں اس منزل تک ابھی رسائی نہیں تو اس شخص کا دامن پکڑو جس نے یقین کی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے اور یہ کہ کیونکر یقین کی آنکھ سے خدا کو دیکھا جاوے اس کا جواب کوئی مجھ سے سنے یا نہ سنے مگر میں یہی کہوں گا کہ اس یقین کے حاصل کرنیکا ذریعہ خدا کا زندہ کلام ہے جو زندہ نشان اپنے اندر اور ساتھ رکھتا ہے جب وہ آسمان پر سے اترتا ہے تو نئے سرے مردوں کو قبروں میں سے نکالتا ہے تم دیکھتے ہو کہ باوجود آنکھوں کے بینا ہونے کے تم آسمانی آفتاب کے محتاج ہو اسی طرح خداشناسی کی بینائی محض اپنی اٹکلوں سے حاصل نہیں ہو سکتی وہ بھی ایک آفتاب کی محتاج ہے اور وہ آفتاب بھی آسمان سے اپنی روشنی زمین پر نازل کرتا ہے یعنی خدا کا کلام کوئی معرفت خدا کے کلام کے بغیر کامل نہیں ہو سکتی۔ خدا کا کلام زندہ اور خدانما ایک دلالہ ہے وہ اترتا ہے اور خدا کا نور اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جب یہ وہ اپنے پورے کرشمہ اور پوری تجلی اور پوری خدائی عظمت اور قدرت اور پورے کرشمہ کے ساتھ اترتا ہے اس کو وہ آسمان پر لیجاتا ہے غرض خدا تک پہنچنے کے لئے بجز خدا تعالیٰ کے کلام کے اور کوئی سبیل نہیں

نزول المسیح ص ۹۶، ۹۷

اس کے بعد وہ لمبی نظم ہے۔ جس کے چند اشعار کا غلط مطلب بیان کرتے ہوئے معترض نے دھوکہ دہی سے کام لیا ہے

حضور فرماتے ہیں:-

"دل من بردو الفت خود داد
خود مرا شد بوحی خود استاد"

یعنی خدا تعالیٰ نے میرے دل کو اپنی طرف کھینچا اور اپنی محبت عطا کی اور اپنا پاک کلام اور وحی نازل فرما کر وہ خود میرا استاد بن گیا۔

"وحی او را عجب اثر دیدم
روئے آں مہر زاں قمر دیدم"

میں نے خدا تعالیٰ کی اس وحی کا یہ عجب اثر دیکھا کہ اس سورج (یعنی خدا تعالیٰ) کا رخ روشن میں نے اس چاند (یعنی خدا تعالیٰ کے الہام اور وحی) کے ذریعہ مشاہدہ کیا۔

"دیدم از خلق رنج و مکروہات
و آنچہ چیزست پیش این لذات"

میں نے دنیا کی طرف سے کئی قسم کے رنج اور مصائب دیکھے۔ مگر ان کے مقابل میں خدا تعالیٰ کے کلام سے مجھے جو لذتیں حاصل ہوتی ہیں۔ ان لذتوں کے مقابلہ میں یہ رنج و مصائب بالکل ہیچ ہیں۔

"دیدم از ہجر خلق جلوہ یار
کار دیگر بر آمد از یک کار"

میں نے دنیا کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کا جلوہ دیکھا۔ اور اس طرح ایک چیز (یعنی ترک دنیا) سے ایک دوسری چیز (یعنی خدا تعالیٰ کا دیدار) پیدا ہوا

"آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا"

وہ کلام جو خدا تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ میں سنتا ہوں۔ خدا کی قسم وہ ہر قسم کی غلطیوں سے پاک اور مبرّا ہے

"ہمچو قرآن منزّہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم"

(خدا تعالیٰ کا کلام ہونے کے لحاظ سے) قرآن مجید کی طرح یہ کلام ہر قسم کی خطا اور غلطیوں سے پاک ہے۔ اور یہ میرا ایمان ہے (کہ لاریب یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے)

"من خدا را بدو بشناختہ ام
دل بدیں آتش گداختہ ام"

میں نے خدا تعالیٰ کو اس کے اس کلام کے ذریعہ ہی شناخت کیا ہے اور میں نے اس آگ میں ہی اپنا دل گداز کیا ہے۔

"بخدا ہست ایں کلام مجید
از دھان خدائے پاک و وحید"

خدا کی قسم یہ بابرکت اور باعزت کلام (جو مجھ پر نازل ہوتا ہے) یہ خدائے پاک اور وحید کے منہ سے نکلا ہوا ہے۔

آنچہ بر من عیان شد از دادار
آفتابے است با او صد انوار"

یہ چیز (یعنی پاک کلام اور معرفت) جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر
عیاں ہوئی ہے۔ یہ ایک ایسا چمکتا ہوا سورج ہے۔ جو اپنے ساتھ سینکڑوں
قسم کے انوار رکھتا ہے۔

"این خدا هست رب ارباب ہم
بکہ رو آرم ازو تابم"

(مجھ پر یہ پاک کلام نازل کرنے والا) میرا خدا ہے جو رب العالمین
ہے۔ میں اس سے منہ موڑ کر اور کہاں جا سکتا ہوں۔

"انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم ز کسے"

(خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے والے اور اس کی معرفت کا جام
پینے والے) اگرچہ بہت سے انبیاء گذرے ہیں لیکن میں بھی بلحاظ خدا
تعالیٰ (سے ہمکلام ہونے اور اس) کی معرفت حاصل کرنے کے ان میں
سے کسی سے کم نہیں ہوں

(اسلئے کہ ـــ)

وارث مصطفیٰ شدم بہ یقیں
شدہ رنگین برنگ یار حسیں۔

(گذشتہ انبیاء سے معرفت الٰہی میں کم نہ رہنے کی وجہ یہ ہے) کہ
میں اس کلام اور اس یقین کے ذریعہ (جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر نازل
فرمایا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ٹھہرایا گیا ہوں۔ اور ا

طرح میں اپنے "یار حسین" کے رنگ میں رنگین ہو گیا ہوں۔ (اب اپنے "یار حسین" کے رنگ میں رنگین ہونے کے باوجود اگر میں گذشتہ انبیاء سے عرفان کے لحاظ سے کم رہوں تو اس میں میرے "یار حسین" یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہتک ہے)

"آن یقینے کہ بود عیسیٰ را

بر کلامے کہ شد بر و القا؛

وہ یقین جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلام پر تھا جو ان پر نازل ہوا۔

" وآں یقینے کلیم بر تورات

وآں یقین ہائے سید السادات

اور وہ یقین جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات پر تھا اور وہ یقین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس کلام پر) تھا (جو آپ پر نازل ہوا)

"کم نیم از ہمہ بروئے یقین

ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

میں بلحاظ اپنی وحی اور الہام پر یقین رکھنے کے کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ ان میں سے کسی سے بھی کم نہیں ہوں پس جو شخص اسے غلط کہتا ہے وہ خود خدا سے دور ہے۔

"لیک آئینہ ام ز ربِّ غنی   از پئے صورتِ مہ مدنی"

لیکن (عرفان کا یہ درجہ پانے کے باوجود میں اپنے اصل یعنی حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوں بلکہ) میں خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کا آئینہ ہوں (یعنی مجھے یہ مقام اور مرتبہ اس لئے بخشا گیا ہے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان میرے ذریعہ دنیا میں پھر سے جاری ہو) کس قدر پر شوکت اور پر معرفت ہے یہ کلام۔ مگر افسوس حقائق سے چشم پوشی کرنے والا متعصب انسان اس پر معترض ہے۔ اور بجائے اسکے کہ اس نور سے فائدہ اٹھائے دیانت کی خاک اڑا کر اس نور پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے کس قدر بد دیانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر سا

بخدا ہست این کلام مجید

از دھان خدائے پاک و وحید

کا ترجمہ مولف رسالہ "قران قادیانی" نے یہ کیا ہے کہ :-

"خدا کی قسم یہ میرا کلام مجید ہے۔ جو پاک خدا کی زبان سے نکلا ہے" اور پھر اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وحی کو جو "کلام مجید" قرار دیا ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ حضور اپنی وحی کو ہی "قران مجید" سمجھتے ہیں۔ چنانچہ معترض لکھتا ہے :-

"مرزا جی کا کہنا یہ ہے کہ مجھ پر جو وحی نازل ہوتی ہے وہ ہر قسم خطا و عیب سے پاک ہے اور قرآن کے برابر پاک ہے۔ بلکہ خدا کی قسم یہی میرا قران مجید ہے اور اسی پر میرا ایمان ہے"

انصاف پسند ناظرین خود فرمائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے
تو اپنے ان اشعار میں یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ بلحاظ ہر قسم کے شک وشبہ
سے پاک ہونے کے میری وحی بھی پہلے انبیاء کی وحی کی طرح ہے۔ اور جس
طرح پہلے انبیاء کی وحی خدا کا کلام تھا اسیطرح یہ بابرکت کلام بھی جو مجھ
پر نازل ہوتا ہے اسی خدائے پاک کے منہ سے نکلا ہوا ہے۔ مگر معترض محض
دھوکہ دہی کی نیت سے اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ گویا حضور علیہ السلام
اپنی وحی کو پہلے انبیاء کی وحی کے مقابلہ میں پیش فرما رہے ہیں۔ اور بجائے
قرآن مجید کے اپنی وحی کو ہی قرآن مجید قرار دیتے ہیں۔ کس قدر دیدہ دلیری
ہے کہ مولف رسالہ "قرآن قادیانی" باوجود اس بددیانتی اور اس تحریف
کے یہ چیلنج دیتے ہیں کہ:—

" اگر کوئی قادیانی یہ ثابت کردے کہ اس کتاب میں جو حوالے دئے
گئے ہیں۔ وہ یا ان کے معنے غلط ہیں تو ہم ان کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ جس
کسی کو غلط ثابت کردے تو ہم اسے فی حوالہ دس روپے انعام دینے کو تیار ہیں"

معترض کے اس چیلنج کے جواب میں ہم اس سے زیادہ اور کیا کہیں کہ ؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

ہاں اگر انکے اندر دیانت کا کوئی شائبہ باقی ہے اور خدا کا خوف وہ
اپنے دل میں رکھتے ہیں تو انعام تو انہوں نے خیر کیا دینا ہے یہ تو محض ایک
دکھاوا ہے وہ صرف اتنا کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ
اشعار کا جو ترجمہ ہم نے درج کیا ہے اسے اور جو ترجمہ انہوں نے کیا ہے یہ

دونو کسی انصاف پسند فارسی دان کے سامنے رکھ دیں اور اگر وہ ان کے ترجمہ کی تغلیط اور ہمارے ترجمہ کی تصدیق کرے تو وہ یہ اقرار کریں کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار کا ترجمہ کرنے میں غلطی لگی ہے اور دلی ندامت کا اظہار کریں کیونکہ انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ افترا کرنے میں بہت جسارت سے کام لیا ہے۔ کہ آپ اپنی وحی اور الہام کو ہی قرآن مجید سمجھتے ہیں خدا اور خدا تعالیٰ کے انبیاء پر اس قسم کا افترا کبھی اچھا پھل نہیں لایا کرتا اس لئے عرض کیا ہے کہ وہ انعام دینے کی فکر نہ کریں بلکہ یہ مفتریانہ طریق چھوڑ کر اپنی عاقبت کی طرف متوجہ ہوں اگر ہمارے توجہ دلانے سے وہ اپنی اصلاح کر لیں تو ہمارے لئے یہی سب سے بڑا انعام ہے ہمیں بار بار افسوس آتا ہے کہ اپنی وحی کو قرآن مجید سے ہم مرتبہ بلکہ خود اسے قرآن مجید سمجھنے کا الزام اس مقدس وجود پر لگایا جاتا ہے جس کا دعویٰ ہی یہ ہے کہ مجھے جو کچھ ملا وہ قرآن مجید اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کاملہ کی وجہ سے ملا ہے۔ اور اب ہر قسم کا فیضان حاصل کرنا قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر موقوف ہے۔

چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا۔ اور پھر اسحٰقؑ سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہم کلام ہوا کہ آپؐ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی

ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔“ (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴ و ۲۵)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:—

”اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنے تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا۔ اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرف سے نہ اس کی خلق سے اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں۔ جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے۔ اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا۔ اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہی ہمارا سچا خدا بیشمار

قدرتوں والا اور بےشمار حسن والا اور بیشمار احسان والا۔ اس کے سوا کوئی اور خدا نہیں"
(نسیم دعوت ص۱۰)

پھر فرماتے ہیں:۔

"ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے۔ اور بعد اسکے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے۔ جو صاحب شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو۔ بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے۔ اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کے لئے قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی مگر نبوت شریعت والی یا نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے............. آنجناب اپنی روحانیت کی رو سے ان صلحا کے حق میں باپ کے حکم میں ہیں جن کی بذریعہ متابعت تکمیل نفوس کی جاتی ہے۔ اور وحی الٰہی اور شرف مکالمات کا ان کو بخشا جاتا ہے................ اب کمال نبوت صرف اسی شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہو۔ اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا۔ (ریویو بر مباحثہ ص۶، ۷)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

خدا کی مہر* نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا

---

* اس سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا وجود مبارک ہے۔

اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی۔ کیونکہ اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپکا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے

حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۹۷

پھر حضور فرماتے ہیں:—

وَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا کَرْدَافَۃٍ وَبِہِ الْوُصُوْلُ بِسُدَّۃِ السُّلْطَانِ

خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے دربار کے افسر اعلیٰ ہیں۔ آپ حضور کی پیروی اور حضور کے واسطہ سے ہی خدا تعالیٰ کے دربار میں رسائی ہو سکتی ہے

پھر حضور اپنے فارسی کلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں:—

سالکاں را نیست غیر از وے امام
رہرواں را نیست جز وے رہبرے

یعنی سالکوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی امام نہیں اور رہرووں کو اس کے سوا اور کوئی راستہ دکھانے والا نہیں

"اے خداوندم بنام مصطفےٰ
کش شدی در ہر مقامے ناصرے
دست من گیر از رہ لطف و کرم
در مہم باش یار و یاورے

اے میرے خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل جس

کی تو نے ہر مقام میں مدد فرمائی ہے۔ اپنے لطف و کرم سے میری دستگیری فرما اور میری مشکل میں میرا مددگار اور حامی ہو۔

نیز فرمایا:—

آن کہ ہر نورے طفیل نور اوست
آن کہ منظور خدا منظور اوست

یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مبارک وجود ہے۔ کہ ہر ایک نور آپ کے نور کے طفیل حاصل ہوتا ہے۔ اور آپ کی یہ شان ہے۔ کہ جو شخص آپکا منظور نظر ہو وہ خدا تعالیٰ کا منظور نظر بن جاتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:—

این چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
ایک قطرۂ ز بحر کمال محمد است
این آتشم ز آتش مہر محمدی است
وایں آب من ز آب زلال محمد است

یعنی یہ جاری چشمہ جسکے ذریعہ میں لوگوں کے دلوں کو سیراب کر رہا ہوں یہ میری اپنی طرف سے نہیں بلکہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بحر کمال میں سے ایک قطرہ ہے۔ اور یہ میری آگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی آگ سے روشن شدہ ہے اور یہ میرا پانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مصفّیٰ پانی سے حاصل شدہ ہے

نیز فرمایا:—

آں رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

یعنی وہ رسول جسکا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسکا پاک دامن ہر وقت میرے ہاتھ میں ہے

مہر او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ماں کے دودھ کے ساتھ میرے وجود کے اندر داخل شدہ ہے اس لئے وہ میری جان بن گئی ہے جو میرے مرنے کے وقت جان کے ساتھ ہی جائے گی۔

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

فیضان الٰہی کا ہر ایک پانی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ ہی کے طفیل پیتے ہیں جو بھی سیراب ہوا ہے آپ ہی سے سیراب ہوا ہے۔

آنچہ مارا وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہماں جائے بود

ہمیں جو بھی وحی یا اشارہ ہوتا ہے۔ وہ براہِ راست نہیں بلکہ آپ ہی کے فیضان سے ہوتا ہے۔

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصلِ دلدار ازل بے او محال

ہر ایک نور اور کمال ہم آپ ہی سے پاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا وصل

اور قرب بغیر آپ کے واسطہ کے محال ہے۔

اقتدائے قول او درجان ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست

آپ کے حکم کی پیروی کرنا ہماری جان میں داخل ہے۔ اور جو بات آپ کی طرف سے ثابت ہو جائے اس پر ہمارا ایمان ہے۔

الغرض فرقاں مدار دین ماست
او انیسِ خاطرِ غمگین ماست

الغرض قرآن مجید پر ہی ہمارے دین کا دارومدار ہے۔ اور یہی ہمارے غمگین دل کا انیس ہے۔

پھر حضور اپنے ایک اور شعر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتے ہیں۔

بے تو ہرگز دولتِ عرفاں نہ یابد کسے
گرچہ میرد در ریاضت ہا و جہد بے شمار

یعنی اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اب معرفت الٰہی کی دولت بغیر تیرے وسیلہ کے کوئی حاصل نہیں کر سکتا۔ اگرچہ وہ تیرے واسطہ کے بغیر اسے حاصل کرنے کی کوشش اور جدوجہد میں جان ہی کیوں نہ دے دے

پھر حضور اپنے اردو کلام میں فرماتے ہیں:۔

مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عربی۔ فارسی اور اردو کلام اس عرفان و محبت سے بھرا پڑا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے دین اسلام کے احیاء اور قرآنی علوم کی اشاعت کے لئے معبوث فرمایا ہے اور میں نے قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے الگ ہو کر نہیں بلکہ انکی متابعت میں ہی یہ مرتبہ پایا ہے۔ اور مجھے جو کچھ ملا ہے وہ سب انھیں کے طفیل ہے۔ مگر افسوس مولف رسالہ "قرآن قادیانی" محض مخلوق خدا کو فریب دینے کے لئے آپ پر یہ الزام لگاتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ اصل قرآن کو نہیں مانتے بلکہ اپنی وحی کو قرآن سمجھتے ہیں۔

ویلٌ لھم مما یکتبون۔

ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور آپ کے کلام میں سے بطور نمونہ چند مثالیں پیش کر دی ہیں۔ ناظرین ان کے مطالعہ کے بعد

بآسانی فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ معترض نے اعتراض کرتے وقت دیانت اور انصاف سے کام نہیں لیا۔ باقی رہا معترض کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی وحی کو پہلے انبیاء کی وحی کی طرح سمجھتے ہیں۔ اور جو یقین پہلے انبیاء کو اپنی اپنی وحی اور الہام پر تھا۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں بھی اپنی وحی اور الہام پر یقین رکھنے کے لحاظ سے ان میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔

سمجھ نہیں آتا معترض کے لئے اسمیں قابل اعتراض امر کیا ہے۔ اس کے خیال میں کیا حضور علیہ السلام کو یوں فرمانا چاہیئے تھا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام پر خدا تعالیٰ کسی اور طریق سے وحی اور الہام نازل فرماتا تھا اور مجھ پر کسی اور طریق سے نازل فرماتا ہے پہلے انبیاء علیہم کے ساتھ کسی اور طرز پر خدا ہمکلام ہوتا تھا اور میرے ساتھ کسی اور طرز سے ہمکلام ہوتا ہے۔ یا پہلے انبیاء علیہم السلام کو تو اپنی وحی اور الہام پر پورا پورا یقین تھا کہ وہ خدا کا کلام ہے۔ مگر نعوذ باللہ مجھے اپنی وحی میں کچھ شک ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے یا نہیں؟ پس جب وہی خدا آپ سے ہمکلام ہوا اور اسنے اپنی پاک اور مصفیٰ وحی آپ پر نازل فرمائی اور آپ کے دل میں اسی قسم کا یقین پیدا کر دیا جس قسم کا یقین کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کو اپنی وحی پر تھا۔ تو پھر حضور علیہ السلام کے ایسا تحریر فرمانے پر اعتراض کیا؟

یہاں پر مرتبہ وحی کی تو بحث ہی نہیں کہ کس نبی کی وحی افضل ہے اور کس کی غیر افضل بلکہ باعتبار وحی اور الہام ہونے کے حضور علیہ السلام اپنی وحی کو پہلے انبیاء کی وحی کی طرح قرار دیتے ہیں اسکی مثال بالکل ایسی ہی ہے کہ قرآن مجید میں ایک جگہ خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ اے مومنو تم

اس بات پر ایمان رکھو کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ یعنی بلحاظ رسول ہونے کے ہم خدا تعالیٰ کے کسی رسول میں فرق نہیں کرتے۔ اور دوسری جگہ فرمایا تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ کہ ہم نے بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ظاہر ہے کہ جہاں رسولوں میں فرق نہ کرنے کا ذکر ہے وہاں بلحاظ ان کے مرسل من اللہ ہونے کے ہے۔ یعنی چونکہ وہ سب خدا کی طرف سے آئے اور خدا تعالیٰ نے ان پر اپنا کلام نازل فرمایا اس لئے باعتبار نبوت و رسالت ان میں کوئی فرق نہیں اور جہاں یہ فرمایا کہ بعض رسول بعض سے افضل ہیں وہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ بلحاظ رسول ہونے کے تو ان میں کوئی فرق نہیں مگر رسولوں کے آگے کئی درجے ہیں۔ بعض کو ہم نے کوئی مرتبہ عطا کیا اور بعض کو کوئی جس طرح کلاس میں بہت سے طالبعلم ایک ہی استاد سے سبق لیتے ہیں اور بلحاظ شاگرد ہونے اور بلحاظ اپنے استاد کو دیکھنے اور اسکی آواز سننے کے کسی طالبعلم میں فرق نہیں ہوتا جس طرح زید اپنے استاد کو اپنے سامنے کھڑا دیکھتا اور اس کی آواز سنتا ہے۔ اسی طرح بکر بھی اس استاد کو اپنے سامنے کھڑا دیکھتا اور اس کی آواز سنتا ہے اسی طرح عمر بھی اس استاد کو اپنے سامنے کھڑا دیکھتا اور اس کی آواز سنتا ہے اور اسی طرح خالد بھی اس استاد کو اپنے سامنے کھڑا دیکھتا اور اس کی آواز سنتا ہے غرض ایک ہی کلاس میں بیٹھنے۔ اور ایک ہی استاد سے سبق لینے اور اس سے ہمکلام ہونے کے لحاظ سے ان میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ مگر اسکا یہ مطلب نہیں کہ وہ سب طالبعلم اپنی استعداد اور قابلیت کے لحاظ سے بھی یکساں

ہیں۔ یقیناً ان میں سے بعض اپنے استاد سے زیادہ فائدہ اٹھانے اور اسکے علوم
کو اپنے اندر زیادہ جذب کرنے کے لحاظ سے بعض سے افضل ہوں گے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ میں اپنی وحی اور الہام پر
یقین رکھنے کے لحاظ سے کسی نبی سے کم نہیں ہوں اہل بصیرت کے نزدیک
ہرگز قابل اعتراض امر نہیں۔ کیونکہ بلحاظ اپنی وحی پر یقین اور ایمان رکھنے کے
انبیاء علیہم السلام میں کوئی فرق نہیں ہوتا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نہ صرف اپنی وحی اور الہام پر یقین اور ایمان رکھنے کے لحاظ سے ہی پہلے انبیاء
علیہم السلام کے مثیل ہیں بلکہ چونکہ آپ کا دعویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
بروز کامل ہونے کا ہے اور آپ وہ آئینہ ہیں جس میں انوار محمدیہ پورے طور پر
منعکس ہیں۔ اسلئے آپ اپنے مطاع سے نسبت متابعت رکھنے کیوجہ سے درجہ میں بھی پہلے کسی نبی سے کم
بلکہ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں
نبوت کا مرتبہ پانا ایک ایسا اعلیٰ مقام ہے۔ جس کی پہلے انبیاء میں سے بھی بعض
نے خواہش کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اس مقام کا ذکر کرتے
ہوئے فرماتے ہیں:۔

"انزل اللّٰہ علیّ فیض ھذا الرسول فاتمّہ واکملہ وجذب الیّ لطفہ
وجودہ حتی صار وجودی وجودہ۔ فمن دخل فی جماعتی دخل فی
صحابۃ سیدی خیر المرسلین۔ وھذا ھو معنی وآخرین منھم
کما لا یخفی علی المتدبرین۔ ومن فرق بینی وبین المصطفیٰ
فما عرفنی وما رایٰ" خطبہ الہامیہ ص۱۷۱

یعنی خدا تعالیٰ نے مجھ پر اس برگزیدہ رسول کا فیض نازل فرمایا اور اس فیض کو کامل ومکمل کیا۔ اور اس نبی کے لطف و کرم کو میری طرف کھینچا۔ حتیٰ کہ (کامل اتحاد کی وجہ سے) میرا وجود اس کا وجود ہوگیا۔ پس وہ شخص جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ وہ دراصل سید المرسلین کے صحابہؓ میں داخل ہوا۔ اور جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں یہی معنے آیت وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے ہیں۔ اور جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اس کی شریعت اکمل اور اتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے تھی۔ اس لئے مجھے وہ قوتیں عطا کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں۔" حقیقۃ الوحی ص۱۵۳

پھر فرمایا:۔

"جبکہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کے لئے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں۔ جو اس بوجھ کے اٹھانے کے لئے ضروری تھیں۔ اور وہ معارف اور نشان بھی دئے گئے ہیں جن کا دیا جانا اتمام حجت کے لئے مناسب وقت تھا۔" حقیقۃ الوحی ص۱۵۱

پھر حضور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا۔ تا یہ

امت مرحومہ دوسری امتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اس نے مجھے پیدا کر کے ہر اک گذشتہ نبی سے اس نے مجھے تشبیہ دی .... گویا تمام انبیاء گذشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے" (نزول المسیح ص۴)

پس معترض کا اپنے رسالہ کو "قران قادیانی" کے نام سے موسوم کر کے اس میں یہ افترا کرنا کہ گویا جماعت احمدیہ اصل قران مجید کو چھوڑ کر کوئی اور قران مانتی ہے محض ایک فریب اور دھوکہ ہے۔ معترض نے اپنے اس ناپاک الزام کو ثابت کرنے کے لئے ایک اور دھوکہ دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام الرحمان علم القرآن اسی ضمن میں درج کر کے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ گویا اس الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس قران کے سکھانے کا ذکر ہے۔ وہ اصل قران مجید نہیں بلکہ اس قران سے مراد خود آپ کی وحی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے جو متعدد حوالے ہم اوپر درج کر آئے ہیں ان سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضور نے اپنی تحریرات میں بار بار اور کھول کھول کر اس امر کو بیان فرمایا ہے کہ میں نے جو کچھ پایا ہے سب قران مجید اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہے پھر ان تحریرات کے باوجود اگر کوئی شخص آپ پر یہ افترا کرتا ہے تو سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا اور لوگوں کو ہدایت سے محروم رکھنے کی کوشش کرتا ہے معترض نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام الرحمان علم القرآن تذکرہ صفحہ ۲۴۲ سے نقل کیا ہے اس سے اگلے صفحہ پر ہی حضور کا ایک اور الہام درج ہے کُلُّ بَرَکَۃٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ

(تذکرہ ص۲۴۳)

نیز حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵ پر آپ کا یہ الہام یوں درج ہے کہ :—

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ یَلْقِی الرُّوحَ عَلٰی مَنْ یَشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ ۔ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ۔

اور اسکے نیچے اسکا ترجمہ یوں فرمایا ہے :—

"اے معترض کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک بات پر قادر ہے جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے۔ یعنی منصب نبوت اس کو بخشتا ہے اور یہ تو تمام برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ پس بہت برکتوں والا ہے جس نے اس بندہ کو تعلیم دی۔ اور بہت برکتوں والا ہے جس نے تعلیم پائی"

پھر الہام الرحمان علم القرآن کی تشریح حضور نے ایک دوسری جگہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ پر یوں فرمائی ہے کہ :—

"قرآن شریف کے معارف اور حقائق میرے پر کھولے گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ الرحمان علم القرآن۔ ایسا ہی بڑے بڑے نشان ظاہر کئے گئے"

پس اس میں کیا شک ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں مبعوث نہ ہوتے تو دنیا ان تمام قرآنی علوم اور معارف سے محروم رہتی۔ جو آپ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کھولے گئے۔ یہی قرآن پہلے بھی موجود تھا۔ مگر مسلمان نہ صرف اس کے معارف سے محروم تھے بلکہ اس کی طرف یہ عیب منسوب کیا جاتا تھا کہ اس کی کئی آیات منسوخ ہیں۔ اور اس کی آیات اور مضامین میں کوئی خاص ترتیب نہیں اور اس میں محض عبرت کے لئے پرانے قصے بیان کئے گئے ہیں۔ آئندہ

زمانہ کے ساتھ انکا کوئی تعلق نہیں اس کے معارف کا سلسلہ پچھلے زمانہ میں ختم ہو گیا ہے
اس حالت کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور
الرحمان علم القرآن کے مطابق خود آپ کا معلم بنا اور آپ کو قرآن مجید کے علوم اور معارف
سے آگاہی بخشی۔ اور حضور نے قرآن مجید کی اہمیت کو قائم کیا۔ اور اس کی طرف جو
غلط باتیں منسوب کر کے اسکی اہمیت کو گرایا جاتا تھا ان سب سے اسے پاک قرار
دیا حضور کا ایک الہام بھی اس طرف اشارہ کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو مخاطب
کرتے ہوئے فرمایا:۔ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى
یعنی اے احمد تو اس قرآن کو اپنے ہاتھوں میں لے اور پہلے لوگوں نے اسکی طرف
غلط باتیں منسوب کر کے اسکی شکل میں جو بگاڑ پیدا کر دیا ہے اس سے مت ڈر تیرے
ہاتھ میں آتے ہی ہم اسے پھر پہلی شکل دے دیں گے اور باطل کے مقابلہ میں یہ تجھے
عصا کا کام دیگا۔ غرض حضور علیہ السلام نے قرآن مجید اور اسلام کی وہ خدمت کی کہ
خود احمدیت کے مخالفین مثلاً مولوی محمد حسین بٹالوی اور دیگر اکابرین نے بھی
اس کا اعتراف کیا کہ تیرہ سو سال میں اس قسم کی خدمت کرنے والا کوئی انسان پیدا
نہیں ہوا زیادہ حوالجات کی تو اس جگہ گنجائش نہیں۔ صرف اخبار وکیل کا ایک حوالہ
ذیل میں درج کیا جاتا ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ متانت اور سنجیدگی سے حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمات اسلامیہ کا مطالعہ کرنے والے آپ کے
متعلق کیا رائے رکھتے ہیں لکھا ہے:۔

"مرزا صاحب کی لائف (سوانح عمری) میں ابتدائی چند صفحوں کے سوا آپ
کو ایسے تھوڑے ہی صفحے ملیں گے جو حیرت انگیز واقعات سے معنون اور تعجب خیز

کیفیتوں سے مزین نہ ہوں۔ خواہ وہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں دشمنان اسلام کے ساتھ نبرد آزمائی کر رہے ہوں........ خواہ یورپ میں مادہ پرست عیسائیوں کو مذہب اسلام کی برکتوں سے آگاہ کر رہے ہوں اگرچہ مرزا صاحب نے علوم مروجہ اور دینیات کی باقاعدہ تعلیم نہیں پائی تھی مگر ان کی زندگی اور زندگی کے کارناموں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاص فطرت لے کر پیدا ہوئے تھے جو ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ انھوں نے اپنے مطالعہ اور فطرت سلیم کی مدد سے مذہبی لٹریچر پر کافی عبور حاصل کیا۔ ۱۸۷۲ء کے قریب جبکہ ۳۵۔ ۳۶ سال کی عمر تھی ہم ان کو ایک غیر معمولی مذہبی جوش میں سرشار پاتے ہیں وہ ایک سچے اور پاکباز مسلمان کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کا دل دنیوی کششوں سے غیر متاثر ہے وہ خلوت میں انجمن اور انجمن میں خلوت کا لطف اٹھانے کی کوشش میں مصروف ہے۔ ہم اسے بے چین پاتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسی کھوئی ہوئی چیز کی تلاش میں ہے جس کا پتہ فانی دنیا میں کہیں نہیں ملتا۔ اسلام اپنے گہرے رنگ کے ساتھ اس پر چھایا ہوا ہے۔ کبھی وہ آریوں سے مباحثے کرتا ہے۔ کبھی حمائت و حقیت اسلام میں وہ بسیط کتابیں لکھتا ہے ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیارپور آریوں سے جو مباحثات انھوں نے کئے تھے ان کا لطف اب تک دلوں سے محو نہیں ہوا۔ غیر مذاہب کی تردید اور اسلام کی حمائت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی تھیں ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ اب تک نہیں اترا۔ ان کی ایک کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلموں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے۔ اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جو مجاہیل

کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دیے تھے۔ غرض کہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی مذہبی دنیا میں ایک گونج پیدا کر دی جس کی صدائے بازگشت ہمارے کانوں میں اب تک آرہی ہے .... کیریکٹر کے لحاظ سے ہمیں مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا ایک چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا وہ ایک پاکباز کا جینا جیا۔ اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی غرضیکہ مرزا صاحب کی زندگی کے ابتدائی پچاس سالوں نے کیا بلحاظ اخلاق و عادات اور پسندیدہ اطوار۔ کیا بلحاظ خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند میں انکو ممتاز برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا"

(اخبار وکیل جلد ۸ عدد ۱۶ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

مگر افسوس بعض مخالفین آنکھوں پر بغض و عناد کی پٹی باندھ کر آپ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نے کوئی نیا قرآن اور نیا دین بنا لیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی درست فرمایا ہے ؎

مورد قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کی ہم
جب سے عشق اس کا تہ دل میں بٹھایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی الاصل ہونے پر اعتراض اور اسکا جواب

"مولف رسالہ" قرآن قادیانی"، نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک اعتراض یہ کیا ہے کہ آپ نے اپنے خاندانی حالات متضاد رنگ میں بیان فرمائے ہیں۔ کہیں لکھا ہے کہ میں چینی خاندان کا ہوں۔ کہیں فرمایا میں مغل ہوں اور کہیں تحریر فرمایا کہ میں فارسی الاصل ہوں معترض کو اس پر یہ اعتراض ہے کہ چونکہ آپ نے اپنے خاندانی حالات مختلف رنگ میں بیان فرمائے ہیں اس لئے آپ نبی نہیں ہو سکتے۔

یہ اعتراض نہایت ہی مضحکہ خیز اور غیر معقول ہے اور پھر اس چیز کو ایک نبی کی صداقت کا معیار ٹھہرانا تو اس سے بھی عجیب ہے۔ اس قسم کا اعتراض صرف اس شخص کے قلم سے نکل سکتا ہے جو حالات زمانہ کے ردّ و بدل قوموں کی نقل و حرکت اور نسلوں کے اختلاط سے بالکل ناواقف ہو۔

معترض کا یہ کہنا محض افترا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندانی حالات کے بیان میں تضاد پایا جاتا ہے۔ تضاد اس صورت میں کہا جا سکتا تھا جب فارسی الاصل ہونے اور چینی وغیرہ ہونے میں کوئی جوڑ اور ربط نہ ہوتا۔ مگر حضور علیہ السلام تو اپنے فارسی الاصل ہونے۔ چینی ہونے اور حضرت فاطمہؓ کی

نسل سے ہونے کو بوجہ ان تمام خونوں کی ملاوٹ کے ایک ہی تسلسل میں بیان فرمایا
ہیں۔ حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ میں فارسی الاصل ہوں اس کی بنیاد آپ
نے اپنی وحی اور الہام پر رکھی ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام۔ کتاب ”البریہ“
میں فرماتے ہیں :۔

”خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا کہ میرے باپ دادا
فارسی الاصل تھے“

اربعین ع۲ ص۱۷ پر حضور فرماتے ہیں :۔

”خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ در اصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے“

پس حضور علیہ السلام کو اپنے فارسی الاصل ہونے کی خبر سب سے پہلے خدا تعالیٰ
کے الہام نے دی اور بعد کی تاریخی تحقیق نے ثابت کر دیا کہ حاجی برلاس۔ جو حضور
علیہ السلام کے خاندان کے مورث اعلیٰ ہیں۔ ان کے آباد و اجداد فارس کے رہنے
والے تھے۔

باقی رہا یہ امر کہ معترض کے خیال میں فارسی الاصل ہونے اور ”چینی“
ہونے میں تضاد پایا جاتا ہے تو اس کا جواب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے اپنی کتاب ”چشمہ معرفت“ ص۳۱۶ کے حاشیہ میں دیا ہے۔ چنانچہ حضور
فرماتے ہیں :۔

”اس تناقض (یعنی فارسی الاصل ہونے اور چینی ہونے۔ ناقل)
کا جواب یہ ہے کہ اسلام کے شائع ہونے کے بعد بہت سے مسلمان چین میں
جا آباد ہوئے تھے اور ان کی تاثیر وعظ سے کئی کروڑ چینی مسلمان ہو گئے

اسی وجہ سے اب بھی چین میں چھ کروڑ سے زیادہ مسلمان ہیں سو ممکن ہے [عـ۱] کہ بعض
فارسی بھی وہاں جاکر آباد ہو گئے ہوں۔ اور پھر اس وجہ سے چینی کہلانا ایک لازمی امر
تھا جیسا کہ بہت سے عرب جو ابتداء میں ہندوستان میں آئے تھے اب ہندی کہلاتے
ہیں چنانچہ تمام سادات اور قریش اسی قسم کے ہیں اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ جیسا
کہ بظاہر سمجھا جاتا ہے۔ ہمارا خاندان مغلیہ خاندان مشہور ہے جو بلا شبہ چینی الاصل
ہے لیکن جو کچھ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ بلا شبہ صحیح ہے"

پھر حضور حقیقۃ الوحی ص۲۰۱ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:—

"اگرچہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ
تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے
ہیں اور وہ چینی الاصل ہیں یعنی چین کے رہنے والی"

ان حوالجات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تشریح کے باوجود جو
شخص یہ اعتراض کرتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ نے اپنے خاندانی حالات متضاد رنگ
میں بیان فرمائے ہیں ایسا شخص جان بوجھ کر سیدھی بات میں الجھن پیدا کر کے
لوگوں کو حقیقت سے دور لیجانے کی کوشش کرتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے اپنے خاندانی حالات جس رنگ میں بیان فرمائے ہیں ان کی مثال بالکل ایسی
ہے کہ آج سے ہزار بارہ سو سال قبل عرب کا ایک خاندان ایران میں جا بسا ہو اور
دو تین صدیاں گزر جانے پر ایرانیوں میں مل جل گیا ہو پھر اس نسل کے کچھ افراد ہجرت

عـ۱ ممکن ہے کا لفظ حضور نے احتیاطاً فرمایا ہے ورنہ حضور علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا ہے
تاریخی طور پر بالکل درست ہے

کے افغانستان میں آکر آباد ہو گئے ہوں۔ اور یہاں پر دو تین صدیاں گزرنے پر وہ نسل افغانستان کے لوگوں میں مخلوط ہو گئی ہو اور پھر اس مخلوط نسل کے افراد سے ہندوستان میں آ گئے ہوں اب چونکہ وہ یہاں کے باشندے ہونگے اس لئے ہندوستانی کہلائیں گے اور چونکہ وہ افغانستان سے آکر یہاں آباد ہوئے ہونگے اس لئے وہ افغانی بھی ہوں گے۔ کسی زمانہ میں چونکہ انکے آباؤ اجداد ایران سے آئے تھے اس لئے وہ ایرانی بھی کہلائیں گے۔ اور شروع میں چونکہ اس خاندان کے لوگ عرب سے جا کر ایران میں آباد ہوئے اس لئے یہ عربی النسل بھی کہلائینگے۔ غرض ایک عقلمند اور معقول آدمی کے نزدیک تو اس خاندان کے لوگوں کا اپنے آپکو "ہندوستانی" "افغانی" "ایرانی" اور "عربی النسل" کہنا ہرگز قابل اعتراض امر نہیں۔ البتہ اگر مولف قوم فدائی جیسی ذہنیت اور عقلیت کا آدمی اسے "اختلاف بیانی" اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا کہے تو وہ معذور ہے کیونکہ اسکی نگاہ محدود اور علم ناقص ہے۔ افغانستان میں ہزاروں ایسے خاندان ہیں جو اپنے آپکو سادات یا قریشی کہتے ہیں۔ اور افغان بھی۔ کشمیر میں بھی ایسے ہزاروں خاندان ہیں جو اپنے آپکو سید یا قریشی النسل کہتے ہیں اور کشمیری بھی ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ اعتراض کرنا کہ آپ کے خاندان کے فارسی الاصل ہونے، چینی ہونے اور مغل کہلانے میں اختلاف پایا جاتا ہے بالکل بے معنی اور لغو اعتراض ہے کیونکہ ابتداء میں آپکے آباؤ اجداد فارس سے منگولیا اور چینی ترکستان وغیرہ علاقوں میں جا بسے۔ اور پھر وہاں سے قلرخ اقوام کے ہمراہ ہندوستان آئے اور اسطرح آپکا خاندان مغلیہ خاندان کہلایا۔ اور چونکہ آپکے خاندان میں چینی خون ملا ہوا ہے اسلئے آپ چینی النسل بھی ہیں۔ چونکہ آپ کے خاندان کی بعض دادیاں اور نانیاں سادات سے تھیں اسلئے آپکا اپنے آپکو حضرت فاطمہؓ کی نسل سے بیان فرمانا بھی بالکل درست ہے اور چونکہ پرانے زمانہ میں آپکے آباؤ اجداد فارس کے رہنے والے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوے سے قبل کی زندگی

خدا تعالیٰ جب اپنے کسی نبی اور مرسل کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرماتا ہے اور وہ خدا سے حکم پاکر لوگوں کی اصلاح کا بیڑہ اٹھاتا اور انھیں اپنے گرد جمع ہونے کے لئے بلاتا ہے تو دنیا کے لوگ جن کی آنکھیں اس نور کو دیکھنے سے قاصر ہوتی ہیں اور جن کے دل ایمان سے خالی ہوتے ہیں وہ اس مامور کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے اور اسے طرح طرح کے طعن وتشنیع اور ہنسی مذاق کا نشانہ بنانا شروع کر دیتے ہیں قرآن مجید میں خدا تعالیٰ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: — یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ یعنی ہمیں لوگوں پر افسوس آتا ہے۔ کہ ان کے پاس خدا تعالیٰ کا کوئی رسول اور نبی نہیں آیا جس کے ساتھ انھوں نے ہنسی اور مذاق نہ کیا ہو۔ درحقیقت مخالفین کا یہ طریق اس مامور کی صداقت کا زبردست نشان ہوتا ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ چونکہ مخالفین کے پاس سچائی تو ہے نہیں۔ اس لئے وہ کمینہ طریق سے خدا تعالیٰ کے مامور کی مخالفت نہ کریں تو اور ان کے پاس دھرا ہی کیا ہے جسے وہ دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اگر ان کے اندر روحانیت ہوتی۔ اگر ان کے اخلاق اچھے

ہوتے۔ اگر ان کے پاس صداقت ہوتی پھر تو وہ اس سے کام لیتے مگر جو چیز
ان کے پاس ہے ہی نہیں اسے وہ کس طرح کام میں لائیں

برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی باہر آتا ہے انبیاء کے مخالفین
اخلاقی لحاظ سے گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ روحانیت کا ان میں نام تک نہیں
ہوتا اور صداقت ان میں بالکل مفقود ہوتی ہے اسلئے وہ انہیں کمینہ
ہتھیاروں سے کام لیتے ہیں جو ان کے پاس ہوتے ہیں۔ مگر یہ طعن و تشنیع
اور ہنسی مذاق محض عارضی ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فرمان کے مطابق
کہ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ جلد ہی وہ وقت آجاتا ہے
کہ مخالفین کا یہ ہنسی مذاق انہیں تباہی کے چکر میں لے لیتا ہے خدا تعالیٰ
فرماتا ہے فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ
فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ (رعد ع ۲) یعنی مخالفین مع اپنے اعتراضات اور
کمینہ طعنوں کے جھاگ کی طرح نابود ہو جاتے ہیں

حتیٰ کہ ایک زمانہ آتا ہے کہ آنے والی نسلیں ان کے نام پر لعنت
بھیجتی ہیں مگر خدا تعالیٰ کا مامور چونکہ خدا کی طرف سے نور لے کر آتا ہے
جو دنیا کے لئے سفید اور ہدایت کا موجب ہوتا ہے اس لئے اسکا مشن دنیا
میں مستحکم ہو جاتا ہے۔ بہر حال ابتدا میں ہر نبی کی مخالفت ہوتی ہے
اور مخالفین اسے ناکام کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں
خدا تعالیٰ ان لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ تم اس مامور کی مخالفت
کرو جتنی چاہو۔ اس کی ہمیں پرواہ نہیں کیونکہ تمہاری یہ مخالفت

یہ ہنسی مذاق - یہ استہزاء اور یہ منصوبے ہمارے مامور کو کوئی نقصان
نہیں پہنچا سکتے بلکہ الٹا تمہیں ہی لے ڈوبیں گے اور ایک دن آئیگا کہ صداقت
پسند ارواح آخر صداقت کا شکار ہونگی اور تمہاری مخالفت اس سلسلہ
کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکے گی - مگر اے مخالفو کبھی تم نے اس بات پر بھی غور
کیا ہے کہ جو مدعی نبوت اسوقت تمہارے درمیان موجود ہے اور جس کے
دعوی ماموریت پر تم برافروختہ ہو کر اب اس کے دشمن بن گئے ہو - اس نے
دعوی سے قبل اپنی زندگی کا ایک لمبا زمانہ تم میں بسر کیا ہے - کیا اس وقت
اس میں تمہیں کوئی عیب نظر آیا - اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی تم نے
اس کے اندر مشاہدہ کیا؟ اگر اسکے دعوی سے قبل کی زندگی تمہاری نظروں میں
معیوب تھی - پھر تو تمہارا یہ اعتراض ٹھیک ہے کہ اب بھی اس نے یہ افتراء
کیا ہو گا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں لیکن اگر اسکے دعوی سے قبل کی زندگی
بالکل بے عیب اور پاک ہے - اور تم کوئی چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی اس کی طرف
منسوب نہیں کر سکتے - بلکہ یہ گواہی دیتے ہو کہ اس کی پہلی زندگی راستبازی
اور پاکبازی میں اپنی مثال نہیں رکھتی تو پھر تم غور کرو کہ جو شخص ایک لمبے
عرصہ تک اپنی راستبازی کی وجہ سے تم میں مشہور رہا ہے - کسطرح ممکن ہے
کہ یکدم اسکے اندر ایسی تبدیلی ہوگئی ہو کہ آخری عمر میں آکر وہ سب سے بڑے
گناہ کا مرتکب ہو گیا ہو پہلے تو تم گواہی دیتے ہو کہ اس نے کبھی چھوٹے سے
چھوٹا گناہ بھی نہیں کیا اب یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس نے اتنا بڑا جھوٹ
بولنا شروع کر دیا ہو کہ مجھے خدا نے بھیجا ہے حالانکہ خدا نے اسے نہ بھیجا ہو - یہ

دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمائی ہے کہ:۔

قُلْ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔ (یونس ع ۲)

یعنی مجھے اگر خدا تعالیٰ اپنے حکم سے نبوت کے مقام پر کھڑا نہ کرتا۔ تو مجھے اپنی طرف سے کوئی شوق نہیں تھا۔ تم میں اپنی زندگی کا ایک لمبا عرصہ میں نے گزارا ہے۔ تم اس پر کیوں غور نہیں کرتے۔

اسی معیار کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :۔

" اب دیکھو خدا تعالیٰ نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح سے پورا کر دیا ہے کہ میرے دعویٰ پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہیں موقع دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے خود کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے

اور تم کوئی عیب۔ افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں سے ہے جو میرے سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتدا سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے "

(تذکرۃ الشہادتین صـ ۶۲)

کون ہے جو یہ کہہ سکے کہ اس قسم کے پر شوکت الفاظ ایک مفتری کی زبان سے نکل سکتے ہیں۔ اس عبارت کا پر رعب لہجہ ہی بتا رہا ہے کہ لکھنے والا یہ سب کچھ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ اسکے پیچھے ایک زبردست طاقت ہے جو اس کی زبان سے یہ سب کچھ کہلوا رہی ہے دنیا کے لوگوں نے یہ سب کچھ سنا اور وہ خاموش ہو گئے کیونکہ ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ مگر ہر مدعی نبوت کے مخالفین چونکہ دعویٰ کے بعد اسکے مخالف ہو جاتے ہیں۔ اور عداوت کی سیاہ عینک اپنی آنکھوں پر چڑھا لیتے ہیں اسلئے انھیں دعویٰ کے بعد اس مامور کی ہر خوبی عیب نظر آتی ہے۔ چنانچہ مولف رسالہ "قران قادیانی" نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے بعض واقعات پر جن سے حضور کی سادگی۔ اور دنیا سے بے رغبتی ثابت ہوتی ہے سوقیانہ رنگ میں اعتراض کرکے یہ بتایا ہے کہ دلائل سے بات کرنا تو ہمارے بس کی بات نہیں۔ مگر طعن و تشنیع اور کمینہ حملوں سے کام لینا ہم کیوں چھوڑیں اور پھر اس قسم کے لوگوں کے اندر سے شرافت اور دیانت کا مادہ اس حد تک مر چکا ہے کہ عبارت میں کتر و بیونت اور تحریف کرکے بات کو بگاڑ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور اس گناہ پر اتنی دلیری دکھاتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بڑ ہانکنا شروع کر دیتے ہیں کہ:—

"اگر کوئی قادیانی یہ ثابت کر دے کہ اس کتاب میں جو حوالے دئے گئے ہیں وہ یا ان کے معنے غلط ہیں تو ہم ان کو یہ چیلنج دیتے ہیں کہ وہ جس کسی کو غلط ثابت کر دے تو ہم اسے فی حوالہ دس روپئے انعام دینے کو تیار ہیں۔"

اس سے قبل باب اول میں ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ مولف رسالہ "قران

قادیانی" نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۲ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض فارسی اشعار کا ترجمہ کرنے میں معنوی تحریف کر کے دہوکہ دہی سے کام لیا ہے اس جگہ ہم ناظرین کی خدمت میں "رسالہ قران قادیانی" کے مولف کی دہوکہ دہی کی ایک اور مثال پیش کرتے ہوئے بڑے ادب سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ انصاف فرمائیں کہ کیا اس قسم کے "دیانتدار" انسان لوگوں کی ہدایت کا موجب ہو سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو ہمارے ناظرین کو غور فرمانا چاہیئے کہ معترض بھی دراصل انہی لوگوں میں سے ہے جو خدا تعالیٰ کے انبیاء کی مخالفت کرتے ہوئے ہر قسم کے فریب کو جائز سمجھتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو کہ معترض نے اپنے رسالہ "قران قادیانی" کے صٗ پر سیرۃ المہدی حصہ اول کی روایت ع۴۹ کے حوالہ سے یہ عبارت مفہوم درج کی ہے کہ:۔

"مرزا غلام احمد صاحب باپ کی پنشن لانے گئے تھے۔ ان کے ساتھ مرزا امام الدین بھی تھا۔ وہ مرزا امام الدین کے ساتھ ادھر ادھر پھرتے رہے جب سارا روپیہ ختم ہو گیا۔ تو وہ مارے شرم کے گھر واپس نہیں آئے"

یہاں معترض نے بات میں بگاڑ پیدا کرنے اور کانٹ چھانٹ کر اپنی مرضی کے مطابق معنے ظاہر کرنے کے لئے اصل عبارت کا مفہوم بالکل غلط رنگ میں پیش کیا ہے۔ معترض نے اس فقرہ میں کہ:۔ باپ کی پنشن لانے گئے تھے ان کے ساتھ مرزا امام الدین بھی تھا" یہ غلط بیانی کی ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے والد صاحب کی پنشن لینے گئے تو گویا مرزا امام الدین آپ کے ساتھ ہی تھا اسی طرح معترض کا یہ لکھنا کہ:۔

"وہ مرزا امام الدین کیساتھ ادھر ادھر پھرتے رہے" اس سے یہ دھوکا دینا

مقصود ہے کہ گویا حضور علیہ السلام ارادتاً خود مرزا امام دین کے ہمراہ پھرتے رہے۔ پھر معترض نے "جب سارا روپیہ ختم ہو گیا" کے فقرہ سے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ گویا حضور نے خود یہ روپیہ مرزا امام دین کے ساتھ مل کر خرچ کیا۔

حالانکہ روائت کے اصل الفاظ یوں ہیں:—

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے۔ تو پیچھے پیچھے مرزا امام دین بھی چلا گیا جب آپ نے پنشن وصول کر لی۔ تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکا دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا"

اس روائت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ (۱) مرزا امام دین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نہیں بلکہ چوروں کی طرح پیچھے پیچھے گیا۔ اور (۲) پنشن وصول کر لینے کے بعد آپ سے ملا (۳) اور دھوکہ سے آپ کو قادیان کے بجائے کہیں اور لے گیا (۴) اور از راہ فریب ادھر ادھر پھراتا رہا۔ اور (۵) ٹھگوں کی طرح آپ سے سارا روپیہ اڑا کر۔ کہیں اور چلا گیا

اب ناظرین غور فرمائیں کہ روائت کے اصل الفاظ اور اس مفہوم میں جو معترض نے پیش کیا ہے کس قدر فرق ہے صاف ظاہر ہے کہ معترض نے جان بوجھ کر اصلی ٹھگ کے فریب اور دھوکہ کو چھپا کر ایک معصوم وجود کو تمسخر کا نشانہ بنایا ہے پس معصوم اور پاکباز انسانوں سے مذاق کرنے والا اور ٹھگوں اور فریب کاروں سے ہمدردی رکھنے والا شخص خود کیا ہوتا ہے؟ اس کا فیصلہ ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں

ہاں ہم اس مذاق کرنے والے معترض سے یہ ضرور پوچھنا چاہتے ہیں کہ جس طرح اس روایت میں ایک معصوم اور مقدس وجود کو پھسلانے اور اسے دھوکہ دینے کا ذکر ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں دو مقدس وجودوں کے متعلق خدا تعالیٰ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ ۱۔ کے جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور جس کے معنے یہ ہیں کہ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو شیطان نے پھسلایا۔ کیا اس پر بھی کبھی آپ کو مذاق کی سوجھی ہے اور کیا اس پر بھی آپ نے کبھی سوقیانہ رنگ میں پھبتیاں اڑائی ہیں؟ پھر اسی طرح قرآن مجید میں ایک اور واقعہ کا خدا تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کو اسکے اپنے بیٹے دھوکہ دیکر اس کے محبوب فرزند کو جو بعد میں نبی ... بنا پھسلا کر اپنے ساتھ لیگئے اور جنگل میں لیجا کر اُسے کنوئیں میں ڈالدیا گیا۔ اسپر بھی آپ نے کبھی ہنسی اور تمسخر کیا ہے مگر یہ بھی سچے ہیں۔ تمسخر ہر نبی سے ہوتا آیا ہے۔ آپنے ان باتوں پر تمسخر نہیں کیا تو کسی اور نے کیا ہوگا۔ غرض ... آتا ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے مامور پر ہنسی کر رہے ہیں اور گذشتہ انبیاء پر اس زمانہ کے مخالفین ہنسی کیا کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے اسی مشابہت کی وجہ سے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ اَتَوَاصَوْا بِهٖ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ (ذاریات)

یعنی کیا یہ انبیاء کے مخالفین اپنے بعد آنے والے انبیاء کے مخالفین کو وصیت کر جاتے رہے ہیں کہ ہم نے اس نبی پر یہ یہ اعتراض کئے تھے۔ یہی اعتراض تم بھی اپنے زمانہ کے مامور پر کرنا۔

رسالہ "قرآن قادیانی" کے صـــ پر معترض نے ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے والد صاحب کے حکم سے اپنی مرضی کے خلاف مقدمات کی پیروی کرتے رہے اور کراہت طبع کے ساتھ کچھ عرصہ ملاز

میں بسر کیا۔ اور حضور کو اسپر افسوس ہے کہ آپ کی عمر کا کچھ حصہ ان کاموں میں صرف ہوا
یہ اعتراض بھی مولف نے انبیاء علیہم السلام کے حالات سے ناواقفیت کی وجہ سے
کیا ہے اور اگر اسے انبیاء علیہم السلام کے حالات سے تھوڑی بہت واقفیت ہے تو پھر
اس نے عمداً ایسا مذاق کرکے ان تمام انبیاء علیہم السلام کو اپنے طعن کا نشانہ بنایا ہے
جو اس قسم کے حالات میں سے گذرے مثلاً اگر معترض کا اس اعتراض سے یہ منشا
ہے کہ ملازمت کرنا نبی کی شان کے خلاف ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے
ملازمت کی تو معترض کا اس حدیث کے متعلق کیا خیال ہے جو بخاری کتاب الاجارہ
باب رعی الغنم میں یوں درج ہے: عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال ما بعث اللہ نبیا الا رعی الغنم فقال
اصحابہ وانت فقال نعم کنت ارعاھا علی
قراریط لاھل مکۃ

(بخاری کتاب الاجارہ)

یعنی ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
خدا تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں فرمایا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہؓ
نے عرض کیا یا رسول اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں
میں اہل مکہ کی بکریاں چند قراریط کے معاوضہ پر چرایا کرتا تھا۔ نیز قرآن مجید میں
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق استاجرہ ان خیر من استاجرت
القوی الامین کے الفاظ موجود ہیں۔ اور اس میں اجرت کا ذکر
ہے۔ پھر قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کے شاہ مصر کی ملازمت کرنے کا ذکر

موجود ہے۔ اور اس ملازمت کی خواہش حضرت یوسف علیہ السلام نے خود کی جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے و اجعلنی علیٰ خزائن الارض یعنی مجھے خزانوں کے کام پر مقرر کر دو۔ میں پوری حفاظت اور ذمہ داری سے یہ کام کرونگا اور میں اس کا اہل ہوں۔ تاریخ ابو الفداء کے مصنف نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ذکر میں لکھا ہے کہ فرعون مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خزانوں کا داروغہ مقرر کیا تھا اور مقدمات کا کام بھی آپ کے سپرد کیا تھا (تاریخ ابو الفدا جلد اول فصل اول در ذکر حضرت یوسف علیہ السلام)

پس مخالفین کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ اعتراض کرنا کہ آپ نے ملازمت کی جو نبی کی شان کے منافی ہے۔ بالکل لغو اعتراض ہے۔ اور اگر معترض کو اس بات پر اعتراض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی عمر کا کچھ حصہ ملازمت اور مقدمات وغیرہ کی پیروی میں صرف ہونے پر خود افسوس کیا ہے اور گویا آپ ہی اپنی زندگی کے ایک حصہ پر کراہت اور حقارت کا اظہار فرمایا ہے۔ تو یہ اعتراض بھی خدا تعالیٰ کے مامورین کی سوانح سے لاعلمی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اور اگر معترض کو علم ہے کہ سو ظنّہ نعرہ انا ظالمنا سنت ابرار ہے۔

تو پھر اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کر کے خدا کے دوسرے مامورین پر زبان طعن دراز کی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں حضرت یونس علیہ السلام کی یہ دعا کہ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین یعنی اے خدا تیرے سوا اور کوئی قابل پرستش ہستی نہیں۔ تو ہر عیب سے پاک ہے، میں جب اپنی گذشتہ زندگی پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے افسوس آتا ہے کہ میں اپنی

جان پر ظلم کر رہا ہوں ۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ : ۔ فعلتہا اذًا و انا من الضالین ـــــــ یعنی میں نے ایک جان کو قتل کرنے کا فعل اس وقت کیا تھا جب کہ میں اس مقام پر نہیں تھا جس پر کہ اب ہوں (یعنی مجھے افسوس ہے کہ اس وقت میں فضول جھگڑوں میں پڑا رہا ۔ خدا تعالیٰ کے ان دو نبیوں کا اپنی پہلی زندگی کے بعض واقعات پر افسوس کرنا ثابت کرتا ہے ۔ کہ خدا تعالیٰ کے مامورین چونکہ ہر لحظہ روحانیت میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں اور انکی یہ غیر محدود ترقی بجلی کی تیزی سے بھی زیادہ رفتار کے ساتھ ہمیشہ جاری رہتی ہے ۔ اور ان کا ہر سانس انہیں پہلے سے بلند مقام پر لے جاتا ہے ۔ اس لئے اس بلند مقام کے مقابلہ میں انھیں اپنے گذشتہ تمام مقامات حقیر نظر آتے ہیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی اس روحانی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں : ـــــ

ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اک بلندی کیطرف
وہ بلاتے ہیں کہ ہو جائیں نہاں ہم زیر غار

باقی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی عمر کے جس حصہ پر افسوس فرما رہے ہیں ۔ عام لوگوں کے نیکی اور تقویٰ کے معیار کے مطابق وہ زمانہ بھی روحانیت کے ایک بلند مقام کا حامل تھا جیسا کہ غیروں نے بھی اسے تسلیم کیا ہے ۔ چنانچہ مولوی ظفر علی صاحب آف اخبار " زمیندار " لاہور کے والد مولوی سراج الدین صاحب میں گسی زمانہ کے متعلق شہادت دی ہے کہ : ـــــ

" مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء ؁ یا ۱۸۶۱ء ؁ کے قریب ضلع سیالکوٹ

میں محرر تھے اس وقت آپ کی عمر ۲۲، ۲۳ سال کی ہوگی۔ اور ہم چشم دید شہادت سے کہتے ہیں کہ جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے" (زمیندار ۸ رجون ۱۹۰۸ء)
پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس امر پر افسوس کا اظہار فرمانا کہ میری عمر کا ایک حصہ فضول کاموں میں صرف ہوا محض اس اصل کے ماتحت ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین۔ یعنی جو کام عام لوگوں کی نظر میں نیکی کے ہوتے ہیں ابرار کے وہ کام برائی کہلاتے ہیں۔ اور جو کام ابرار کے نزدیک نیکی کہلاتے ہیں خدا تعالیٰ کے مقربین کے نزدیک وہ برائی کہلاتے ہیں (کیونکہ انکا روحانی مقام اور ان کی نگاہ بہت بلند ہوتی ہے)

مولف رسالہ "قران قادیانی" نے سیرۃ المہدی حصہ اول کے حوالہ سے جس میں ایک معزز غیر احمدی کی تحریری روایت درج ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختاری کا امتحان دینے اور اس میں ناکام رہنے پر بھی تمسخر کیا ہے۔ سچ ہے ؎

گل است سعدی و در چشم دشمنان خار است

معترض نے ایک معزز شخص سید میر حسن صاحب سیالکوٹی کی تحریر کے حوالہ سے یہ اعتراض کیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تبع نہیں تھے۔ صاحب تحریر نے جس غرض کے لئے یہ روایت بیان کی ہے اور اس سے جو نتیجہ نکالا ہے معترض اسے پی گیا ہے۔ چنانچہ اصل عبارت یوں ہے :۔

"چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کردی۔ اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع

کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔ اور کیونکر ہوتے وہ دنیوی اشتغال کے لیے بنائے نہیں گئے تھے سچ ہے ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند "

(سیرۃ المہدی حصہ اول روایت نمبر ۱۵۰)

ناظرین غور فرمائیں۔ ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق تحریری شہادت دیتا ہے کہ:۔ "آپ عزلت پسند اور پارسا، اور فضول و لغو سے مجتنب و محترز تھے" (حوالہ مذکور) اور اس شہادت کے آخر میں حضور علیہ السلام کے مختاری کا امتحان دینے اور اس میں ناکام رہنے کا ذکر اس رنگ میں کرتا ہے کہ چونکہ "آپ دنیوی اشتغال کے لئے بنائے نہیں گئے تھے" اس لیے خدا نے اس کام میں روک ڈالدی اور خدا تعالیٰ کا یہ سلوک اپنے ہر فرستادہ سے ہوتا ہے کہ جس کام کے لئے وہ بنائے ہی نہیں گئے اس کام کے راستہ میں روکیں ڈالدیتا ہے واذا ضللت فھو یھدین کا یہی مطلب ہے کہ جب میں اپنے مسلک سے الگ ہونے لگتا ہوں۔ خدا تعالیٰ فوراً مجھے پکڑ کر اصل مسلک پر لے آتا ہے گویا ایسے واقعات اس امر کی شہادت ہوتے ہیں کہ خدا کے فرستادوں کی باگ خدا کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ مگر افسوس جو لوگ بصیرت اور معرفت سے محروم ہوتے ہیں وہ ایسے واقعات پر ہنسی اڑا کر اپنی عاقبت اپنے ہاتھوں خراب کر لیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد صفاتی
ناموں پر اعتراض کا جواب

مولف رسالہ "قرآن قادیانی" نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے کہ آپ کے مختلف نام تھے اور آپ نے اپنے آپ کو ہر نبی کا کا مصداق ٹھہرایا ہے اس بات پر اعتراض کرتے ہوئے مولف نے ہنسی اور تمسخر جو طریق اختیار کیا ہے اسے ہم نظر انداز کرتے ہیں کیونکہ یہ صاحب اپنی کم ظرفی کی وجہ سے ایسا رویہ اختیار کرنے پر مجبور معلوم ہوتے ہیں۔ جو ایک محقق کی شان سے بہت بعید ہے۔ مگر اس بات کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مولف رسالہ "قرآن قا... نے دیانت سے کام نہ لیتے اور جگہ جگہ صریح غلط بیانیاں کر کے پبلک کو دھوکہ د... ہمیں سخت افسوس ہے اور یہ افسوس اور بڑھ جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ... صاحب ایک سکول کے ٹیچر ہیں۔ استاد کا معیار اخلاق اور صداقت بہت بل... ہونا چاہیے تاکہ وہ آئندہ نسل کی صحیح تربیت کر سکے مگر جن معصوم اور بھولے بھا... بچوں کے استاد اس قسم کے آدمی ہوں کہ دیانت اور صداقت کا انھیں کچھ بھی پاس نہ ہو تو بیچارے طالب علموں کی تربیت ہو چکی ۔

گر ہمیں مکتب و ہمیں
کار طفلاں تمام خواہد شد

مندرجہ شعر اسی قسم کے اساتذہ کے حق میں کہا گیا ہے اور یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جس شخص کے اندر خود یہ اخلاقی کمزوری پائی جائے کہ وہ دیانت سے کام نہ لینے کو ہی فن سمجھے ایسا شخص بچوں کی بھلا کیا اخلاقی اور ذہنی تربیت کرے گا معترض نے اپنے رسالہ کے ص پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات وکشوف کے مجموعہ "تذکرہ" کے حوالہ سے کچھ نام درج کئے ہیں اور یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ سب حضور کے ہی نام ہیں اس کے متعلق تو ہم آگے چل کر عرض کرینگے کہ ایک نبی اور مامور کے مختلف اور متعدد صفاتی نام ہونا ہرگز قابل اعتراض امر نہیں۔ یہاں صرف یہ بات اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں کہ مولف رسالہ "قران قادیانی" نے ص پر جو نام درج کئے ہیں، ان میں سے نمبر ۴، ۵، ۷، ۸، ۹، ۱۱، ۱۲، ۲۱، ۲۷ کے تحت ہیں جو نام مولف نے حضور کی طرف منسوب کئے ہیں وہ محض غلط بیانی ہے جس کتاب کے حوالہ سے معترض نے یہ نام درج کئے ہیں اسمیں کہیں نہیں لکھا کہ یہ نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ اور اگر معترض کا مطلب یہ ہو کہ صاحب الہام پر جو الہام بھی نازل ہوتا ہے وہ ملہم کا نام ہوتا ہے تو پھر وہ معذور ہیں ورنہ اصل حقیقت یہی ہے کہ معترض نے مذکورہ نمبروں کی ذیل میں جو نام درج کئے ہیں وہ حضور علیہ السلام کے اسماء نہیں اس سے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صفاتی اسماء کی تعداد کے متعلق ہمیں اختلاف ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ معترض نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پچاس نام گنے ہیں یہ پچاس

نہیں بلکہ نہیں یا پچاس نہیں ہیں۔ یہ بات ہرگز نہیں ہمارے نزدیک تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیس نہیں یا پچاس کیا ہے شمار صفاتی نام ہیں جیسا کہ آگے چل کر ہم اس پر مفصل لکھیں گے یہاں تو صرف اس بات کا اظہار مقصود ہے کہ مؤلف رسالہ نے جو دعویٰ تو کیا ہے کہ ..... اگر کوئی قادیانی یہ ثابت کر دے کہ اس کتاب میں جو حوالے دئے گئے ہیں یا ان کے صفحے غلط ہیں تو ہم چیلنج دیتے ہیں کہ وہ جس کسی کو غلط ثابت کر دے تو ہم فی حوالہ دس روپے انعام دینے کو تیار ہیں۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ قیامت تک کوئی قادیانی اس مؤلف قادیانیت کے کسی ایک حوالہ کو بھی غلط نہیں ثابت کر سکتا انشاءاللہ مگر جیسا کہ ہم پہلے ہی ثابت کر آئے ہیں ناظرین سمجھ چکے ہونگے کہ یہ ایک بڑ ہے جو محض بھولے بھالے افراد کو دھوکہ دینے کے لئے ہانکی گئی ہے۔ ورنہ مؤلف نے جابجا عبارتوں میں تحریف تبدیل کر کے بالکل الٹ مطالب بیان کیا ہے اور صفحہ پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسماء کے متعلق لکھتے وقت کئی ایسے نام درج کر دئے ہیں جو حضور کے نام نہیں۔ مگر مؤلف نے یہ ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ آپ ہی کے نام ہیں۔ چنانچہ جن نمبروں کا ہم نے حوالہ دیا ہے وہ سارے کے سارے ایسے ہی ہیں۔ بجز نمبر ۱۲ اور نمبر ۱۳ پر حضور علیہ السلام کے جو دو الہامات درج کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ حضور کے نام ہیں۔ ان کو درج کرتے وقت تو مؤلف نے دیانت کا خون ہی کر دیا ہے۔ چنانچہ اپنے رسالہ "قرآن قادیانی" کے صفحہ پر نمبر ۳ کی ذیل میں تذکرہ صفحہ ۲۴۳ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک مفصل عبارت کو صرف تین لفظوں میں یوں درج کیا ہے:۔

"گورنمنٹ کی تعویذ"

اور اس سے عوام پر یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و
السلام کے ناموں میں سے "گورنمنٹ کی تعویذ" بھی ایک نام ہے۔ ہم وہ تمام
عبارت ناظرین کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں تاکہ انصاف پسند احباب غور فرما
سکیں کہ حضور کی عبارت اور الہام کا اصل مطلب کیا ہے اور معترض نے اسے بگاڑ
کر کس رنگ میں پیش کیا ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:- "ولی ان
اقول انني حرز لها وحصن حافظ من الآفات وبشرني
ربي وقال ما كان الله ليعذبهم وانت فيهم
اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے
ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں۔ جو آفتوں سے بچاوے۔ اور خدا نے مجھے بشارت
دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچا دے اور تو ان میں ہو"

(نور الحق حصہ اول صـ ۳۳ ۱ھ (تذکرہ ۱۳۳۶ء ۱۰)

اب دیکھئے اصل عبارت میں معترض نے تحریف کر کے اور اس کے سیاق و
سباق کو چھوڑ کر کس طرح دھوکہ دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ "گورنمنٹ کی تعویذ" اور
"میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں
جو آفتوں سے بچاوے" ان دونو عبارتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور
تحریف بالا کی معترض نے محض اس لئے کی ہے۔ کہ ناظرین کا ذہن پوری عبارت
ملاحظہ کرنے سے جو مفہوم قبول کریگا۔ اس سے معترض کی غرض پوری نہیں ہوتی
تھی۔ لہٰذا اس نے اپنی منشا کے مطابق عبارت ڈھال لی۔ اسی طرح معترض نے

نمبر ۶ کی ذیل میں تذکرہ ص۳۳۲ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام یوں درج کیا ہے :—

"قیصر ہند کا شکریہ"

حالانکہ اصل الہام مع حضور کی تشریح کے یوں ہے :—

"ایک اور دوسرا الہام متشابہات میں سے ہے جو ۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو ہوا اور وہ یہ ہے کہ قیصر ہند کی طرف سے شکریہ" (تذکرہ ص۳۳۵)

اب ناظرین غور فرمائیں کہ کیا "قیصر ہند کا شکریہ" اور "قیصر ہند کی طرف سے شکریہ" میں کوئی فرق ہے یا نہیں فرق تو الگ رہا کوئی شخص بھی ان ہر دو عبارتوں کے بالکل متضاد ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ یا تو مولف رسالہ "قرآن قادیانی" نے اصل کتاب کو جس کا انھوں نے حوالہ دیا ہے دیکھا تک نہیں۔ بلکہ کسی سے سنی سنائی بات لکھ دی۔ یا کسی مخالف کی کتاب سے نقل کر کے بغیر تحقیق کے لکھ دیا اور اگر انہوں نے اصل کتاب یعنی تذکرہ کو دیکھا ہے۔ جس کے حوالہ سے انہوں نے یہ عبارت درج کی ہے۔ تو پھر انہوں نے جان بوجھ کر بد دیانتی اور خیانت سے کام کیا ہے۔ بہرحال دونوں صورتوں میں وہ اخلاقی جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ پہلی صورت میں اس طرح کہ کسی سے سنی سنائی بات بغیر تحقیق کے لکھ دی اور اس کے ساتھ یہ تعلّی بھی کر دی

"قیامت تک کوئی قادیانی اس رسالہ "قرآن قادیانی" کے کسی حوالے کو بھی غلط ثابت نہیں کر سکتا اور ہرگز ہرگز غلط ثابت نہیں کر سکتا"

کس قدر چھچھورے پن کی بات ہے کہ ایک ایسی بات کے متعلق تحدی

جس کا خود آنجناب کو بھی علم نہیں کہ اصل عبارت کیا ہے۔

اور دوسری صورت کہ معترض نے اصل کتاب کو خود دیکھ کر یہ عبارت درج کی ہے۔ اس صورت میں تو ان کا جرم بالکل عیاں ہے۔ کہ عبارت کچھ تھی۔ مگر انہوں نے اسکے بالکل الٹ کچھ اور درج کر دی جس کا مقصد سوائے اس کے کہ لوگوں کو دھوکہ دیا جائے اور کیا ہو سکتا ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ معترض کا اس جھمیلہ میں پڑنے اور اس بات کو بڑے حیل بہانوں، مکر و بیونت اور دھوکہ سے ثابت کرنے کی کوشش کرنے سے مقصد کیا ہے جس شخص کے متعدد اور مختلف صفاتی نام ہوں جو کہ مختلف نسبتوں سے حاصل ہوں اس امر کے ثابت ہو جانے سے کیا اس شخص کی صداقت پر کوئی حرف آتا ہے یا اسکے وجود سے اس بنا پر انکار کیا جا سکتا ہے۔ خود معترض اگر اپنے وجود پر ہی غور فرما لیتے تو مختلف نسبتوں کی وجہ سے ان کے بھی مختلف نام ہیں۔ کسی نسبت سے انکا نام بیٹا ہے۔ کسی نسبت سے ان کا نام باپ ہے۔ کسی نسبت سے ان کا نام بھائی ہے۔ کسی نسبت سے انکا نام چچا ہے۔ کسی نسبت سے ان کا نام ماموں ہے۔ کسی نسبت سے ان کا نام خاوند ہے۔ کسی نسبت سے ان کا نام داماد ہے کسی نسبت سے ان کا نام خسر ہے۔ کسی نسبت سے ان کا نام شاگرد ہے اور کسی نسبت سے ان کا نام استاد ہے۔

اب اگر کوئی پھر پھرا اس بات پر ہنسی اڑائے کہ کیا تماشہ ہے کہ ایک شخص بیٹا بھی ہے باپ بھی ہے بھائی بھی ہے اور داماد بھی ہے۔ خسر بھی ہے۔ ماموں بھی ہے۔ چچا بھی ہے خاوند بھی ہے تو کیا اس مذاق کرنے والے کو آپ بیوقوف

تو نہیں کہیں گے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی متعدد اور مختلف صفاتی نام اسی
میں ہیں کہ آپ کے زمانہ میں مجموعی طور پر وہ ...... پیدا ہو چکی تھیں جو گذشتہ
انبیاء کے زمانہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ خرابیاں اور وہ بدیاں بھی پیدا ہو گئیں جو حضرت
آدم علیہ السلام کے زمانہ میں تھیں وہ بدیاں بھی پیدا ہو گئیں جو حضرت نوح علیہ السلام
کے زمانہ میں تھیں وہ بدیاں بھی پیدا ہو گئیں جو حضرت لوط اور حضرت ابراہیم علیہ
السلام کے زمانہ میں تھیں، وہ بدیاں بھی پیدا ہو گئیں جو حضرت داؤد اور سلیمان
علیہما السلام کے زمانہ میں تھیں۔ وہ بدیاں بھی پیدا ہو گئیں جو حضرت موسیٰ اور
حضرت ہارون علیہما السلام کے زمانہ میں تھیں۔ وہ بدیاں بھی پیدا ہو گئیں جو
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھیں اور وہ بدیاں بھی پیدا ہو گئیں جو
حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھیں اب خدا تعالیٰ نے
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام کے طفیل آپ کی متابعت اور آپ کی
کی برکت سے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ کی اصلاح کے
مبعوث فرمایا۔ تو خدا تعالیٰ نے ان تمام بدیوں کو دور کرنے اور ان تمام خرابیوں
اصلاح کرنے کے لئے آپ کے اندر وہ صفات بھی ودیعت فرما دیں جو ان
کے لئے ضروری تھیں۔ اور اس نسبت سے آپ کو تمام انبیاء کا مثیل ٹھہرایا

چنانچہ حضور اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص پر تحریر فرماتے ہیں:—

"چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا
تھا اور اس کی شریعت اکمل اور اتم تھی اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت

جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں۔

پھر حضور اپنی کتاب چشمہ مسیحی صفحہ ٣٠ پر فرماتے ہیں:—

"اب یہ بھی جاننا چاہیئے کہ یہ کمالات متفرقہ اس امت میں جمع کرنے کا کیوں وعدہ دیا گیا اس میں بھید یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالات متفرقہ ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ یعنی تمام نبیوں کو جو ہدایتیں ملی تھیں ان سب کا اقتدا کر۔ پس ظاہر ہے کہ جو شخص ان تمام متفرق ہدایتوں کو اپنے اندر جمع کریگا اس کا وجود ایک جامع وجود ہو جائیگا اور تمام نبیوں سے وہ افضل ہوگا۔ پھر جو شخص اس نبی جامع الکمالات کی پیروی کریگا ضرور ہے کہ ظلی طور پر وہ بھی جامع الکمالات ہو"

نیز فرمایا:—

ہر کہ در راہ محمد زد قدم ۔۔۔ انبیاء را شد مثیل آں محترم

قرآن مجید میں بھی یہ پیشگوئی تھی کہ آخری زمانہ میں ہر قسم کی بدیاں جمع ہو جائیں گی اور ان کے ازالہ کے لئے خدا تعالیٰ جس مامور کو کھڑا کرے گا اس کے اندر بھی خدا تعالیٰ تمام انبیاء کی صفات پیدا کر دیگا۔

چنانچہ سورہ المرسلات میں جو آخری زمانہ کے حالات پر مشتمل ہے۔ یہ پیشگوئی درج ہے کہ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ یعنی اس زمانہ میں تمام انبیاء کی صفات کو ایک وجود میں جمع کر دیا جائے گا اور علماء متقدمین نے بھی یہی مانا ہے کہ امت محمدیہ میں آنے والا موعود نبی جملہ انبیاء کی صفات سے متصف ہوگا۔

چنانچہ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۹ پر لکھا ہے :—

"سمّی اللّٰہ المہدی المنصور کما سمّی احمداً ومحمداً ومحموداً وکما سمّی عیسیٰ المسیح"

یعنی امت محمدیہ میں آنے والے موعود کا نام مہدی بھی ہوگا ۔ منصور بھی ہوگا ۔ احمد بھی ہوگا ۔ محمد بھی ہوگا ۔ محمود بھی ہوگا ۔ اور عیسیٰ اور مسیح بھی ہوگا ۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۰۲ پر لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے :—

" رسولوں کے مختلف ناموں سے موسوم ہونا مہدیؑ کے لئے ضروری تھا یعنی مہدی کہے گا میں ابراہیمؑ ہوں ۔ میں اسمٰعیلؑ ۔ موسیٰؑ ۔ یوشعؑ ۔ عیسیٰ شمعون ۔ محمدؐ یہ امیر المومنین علیہ السلام ہوں ۔"

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صفاتی اسماء پر اعتراض کرنا آخری زمانہ سے متعلق قرآن مجید اور احادیث کی پیشگوئیوں سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مثیل انبیاء ہونے کا ذکر اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۹۲ سے لے کر صفحہ ۹۵ تک تحریر فرمایا ہے اس جگہ ہم اس مضمون میں سے دو اقتباس ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جس سے آپ کے مثیل انبیاء ہونے کی حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے ۔ حضور فرماتے ہیں :—

" آدم سے لے کر اخیر تک جس ...... علیہم خدا کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں ۔ خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی ۔ ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو کچھ حصہ

دیا گیا ہے۔ اور ایک بھی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے خواص یا واقعات میں سے اس عاجز کو حصہ نہیں دیا گیا۔ ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے۔ اسی پر خدا نے مجھے اطلاع دی۔ اور اس میں یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے جانی دشمن اور سخت مخالف جو فساد میں حد سے بڑھ گئے تھے جن کو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کیا گیا۔ اس زمانہ کے اکثر لوگ بھی ان سے مشابہ ہیں۔ اگر وہ توبہ نہ کریں۔ غرض اس وحی الٰہی میں یہ جتلانا منظور ہے۔ کہ یہ زمانہ جامع کمالات اخیار و کمالات اشرار ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ رحم نہ کرے تو اس زمانہ کے شریر تمام گذشتہ عذابوں کے مستحق ہیں۔ یعنی اس زمانہ میں تمام گذشتہ عذاب جمع ہو سکتے ہیں۔ اور جیسا کہ پہلی امتوں میں کوئی قوم طاعون سے مری۔ کوئی قوم صاعقہ سے اور کوئی قوم زلزلہ سے اور کوئی قوم پانی کے طوفان سے اور کوئی قوم آندھی کے طوفان سے اور کوئی قوم خسف سے۔ اسی طرح اس زمانہ کے لوگوں کو ایسے عذابوں سے ڈرنا چاہیئے۔ اگر وہ اپنی اصلاح نہ کریں۔ کیونکہ اکثر لوگوں میں یہ تمام سامان موجود ہیں۔ محض علم الٰہی نے مہلت دے رکھی ہے اور یہ فقرہ کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء بہت تفصیل کے لائق ہے جس کا یہ پنجم حصہ براہین متحمل نہیں ہو سکتا۔ صرف اس قدر اجمالاً کافی ہے۔ کہ ہر ایک گذشتہ نبی کی عادت اور خاصیت اور واقعات میں سے کچھ مجھ میں ہے اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے گذشتہ نبیوں کے ساتھ رنگا رنگ طریقوں میں نصرت اور تائید کے معاملات کئے ہیں۔ ان معاملات کی نظیر بھی میرے ساتھ

ظاہر کی گئی ہے۔ اور کی جائے گی۔ اور یہ امر صرف اسرائیلی نبیوں کے ساتھ خاص نہیں۔ بلکہ کل دنیا میں جو نبی گزرے ہیں۔ ان کی مثالیں اور ان کے واقعات میرے ساتھ اور میرے اندر موجود ہیں"۔ (ا براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰)

اس کی مزید تفصیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: —

"زمانہ اپنے اندر ایک گردش دوری رکھتا ہے۔ اور نیک ہوں یا بد ہوں بار بار دنیا میں ان کی امثال پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں خدا نے چاہا۔ کہ جس قدر نیک۔ اور راستباز مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں۔ سو وہ میں ہوں اسی طرح اس زمانہ میں تمام بدیوں کے نمونے بھی ظاہر ہوئے۔ فرعون ہو یا وہ یہود ہوں۔ جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا۔ یا ابو جہل ہو۔ سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یاجوج ماجوج کے ذکر کے وقت اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے"

(ابراہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰)

"انبیاء علیہم السلام کے ناموں کا مظہر اور تمام انبیاء علیہم السلام کا مثیل یعنی جری اللہ فی حلل انبیاء ہونے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی اور صفاتی اسماء۔ تحصیلدار۔ گورنر جنرل۔ شیر خدا۔ غازی۔ اشجع الناس ولی اللہ۔ بیت اللہ۔ حجر اسود۔ شفیع اللہ۔ مریم۔ عبد القادر۔ عبد الحکیم حجۃ اللہ اور سلطان القلم وغیرہ پر معترض نے جو اعتراض کیا ہے۔ یہ محض نادانی ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے انکی خود تشریح فرمائی ہے کہ میری بعض

صفات اور بعض کاموں کی طرف خدا تعالیٰ نے ان ناموں میں اشارہ فرمایا ہے اور صفاتی طور پر ان ناموں سے مجھے پکارا ہے۔ چنانچہ ناظرین کے افادہ کے لئے حضور علیہ السلام کے ان صفاتی ناموں سے متعلق تشریحات ذیل میں درج کیجاتی ہیں:۔

(۱) مولف رسالہ "قرآن قادیانی" نے تذکرہ صـ۵۲۸ کے حوالہ سے لفظ "تحصیلدار" پر اعتراض کیا ہے مگر اسکی جو تشریح حضور نے بیان فرمائی ہے اسے چھوڑ دیا ہے چنانچہ اسی جگہ حضور کی یہ تشریح موجود ہے:۔

"تحصیلدار کے لفظ سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ تحصیلدار کے دو کام ہوتے ہیں۔ ایک رعایا سے سرکاری لگان وصول کرنا۔ دوسرے رعایا کے باہمی حقوق کا تصفیہ کرنا۔ اور ان میں باہم عدل قائم کرنا۔ اسی طرح مسیح موعود کا یہ کام ہے کہ خدا کے حق کا مطالبہ کرے اور توحید کو زمین پر پھیلا دے۔ دوسرے یہ کہ حکم عدل ہو کر امت محمدیہ کو باہمی عدل پر قائم کرے،، (تذکرہ صـ۵۲۸)

(۲) اسی طرح الہام "گورنر جنرل" کی تشریح بھی حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب تریاق القلوب تقطیع کلاں صـ۹ پر یوں تحریر فرمائی ہے:۔

"یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح حکم ہو کر آئے گا اور وہ اسلام کے تمام فرقوں پر حاکم عام ہوگا جس کا ترجمہ انگریزی میں گورنر جنرل ہے سو یہ گورنری اس کی زمین کی نہیں ہوگی"

پس ان ہر دو الہامات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صفت حکم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی حدیث میں پیشگوئی تھی۔ اور یہ حضور کے صفاتی نام ہیں۔

(۳) الہام "بیت اللہ" کی بھی حضور نے خود ہی تشریح بیان فرما دی ہے
چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے یہ اس بات کی
طرف اشارہ ہے کہ جس قدر اس بیت اللہ کو مخالف گرانا چاہیں گے۔ اس میں
سے معارف اور آسمانی نشانوں کے خزانے نکلیں گے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ
ہر ایک ایذا کے وقت ضرور ایک خزانہ نکلتا ہے" (تذکرہ صفحہ ۳۷۳)

(۴) الہام حجر اسود کی تشریح بھی خود ہی بیان فرمائی ہے حضور فرماتے ہیں:
"وَاِنِّیْ اَنَا الحجر الاسود الذی وضع لہُ القبول فِی الارضِ وَالنَّاسُ
بمسّہ یتبرّکون"۔ (الاستفتاء عربی صفحہ ۴۱)

یعنی میں وہ حجر اسود ہوں جس کو خدا نے دنیا میں قبولیت بخشی ہے۔ اور
جسے چھو کر لوگ برکت حاصل کرتے ہیں اسکے حاشیہ میں فرمایا:۔

"وقال المعبّرون انّ المراد من الحجر الاسود فی علم الرؤیا
المرءُ العالمُ الفقیہ الحکیم (حاشیہ صفحہ مذکورہ)

یعنی معبّرین نے لکھا ہے کہ علم الرویا میں حجر اسود سے مراد عالم۔ فقیہ اور
حکمت کی باتیں جاننے اور بیان کرنے والا انسان ہوتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق فردوس الاخبار دیلمی صفحہ ۳۱۲
باب الیاء میں ایک روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:۔ یَا علیُّ انت بمنزلۃ الکعبۃ

یعنی اے علی تو بمنزلہ کعبہ کے ہے۔ اب کیا معترض کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علیؓ کو بمنزلۃ الکعبہ فرمانا بھی قابل اعتراض امر ہے؟ اگر نہیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کے کیا معنے؟

(۵) اسی طرح حضور نے اپنے صفاتی نام مریم کی بھی تشریح فرمائی ہے چنانچہ حضور فرماتے ہیں :-

خدا تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں آیت اھدنا الصراط المستقیم میں بشارت دی کہ اس امت کے افراد انبیاء گذشتہ کی نعمت بھی پائیں گے۔ نہ یہ کہ نرے یہودی بنیں یا عیسائی بنیں اور ان قوموں کی بدی تو لے لیں مگر نیکی نہ لے سکیں۔ اسی طرف سورہ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جس نے پارسائی اختیار کی تب اسکے رحم میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور عیسیٰ اس سے پیدا ہوا اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس آیت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اس کو ملے گا۔ پھر اس میں عیسیٰ کی روح پھونکی جائے گی۔ تب مریم میں سے عیسیٰ نکل آئے گا یعنی وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائے گا (کشتی نوح ص۴۷)

(۶) الہام "سلطان عبد القادر" کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اس الہام میں میرا نام سلطان عبد القادر رکھا گیا کیونکہ جس طرح سلطان دوسروں پر حکمراں اور افسر ہوتا ہے اسی طرح مجھ کو تمام روحانی درباریوں

پر افسری عطا کی گئی ہے یعنی جو لوگ خدا تعالی سے تعلق رکھنے والے ہیں ان کا تعلق نہیں رہے گا جب تک وہ میری اطاعت نہ کریں اور میری اطاعت کا جوا اپنی گردن پر نہ اٹھایں۔ یہ اسی قسم کا فقرہ ہے جیسا کہ یہ فقرہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله یہ فقرہ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ہے جس کے معنے ہیں کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔" (تذکرہ ص۶۵۵)

(۷) اپنا نام "سلطان القلم" ہونے کی حضور نے یہ تشریح فرمائی ہے کہ:۔

"یہ مقام دار الحرب ہے پادریوں کے مقابلہ میں اس لئے ہم کو چاہئے کہ ہرگز بیکار نہ بیٹھیں مگر یاد رکھو کہ ہماری حرب ان کے ہم رنگ ہے جس قسم کے ہتھیار لے کر میدان میں وہ آئے ہیں اسی طرز کے ہتھیار ہم کو لے کر نکلنا چاہئے اور وہ ہتھیار ہے قلم۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم رکھا اور میرے قلم کو ذو الفقار علی فرمایا۔" (تذکرہ ص۱۰۲)

اسی طرح حضور علیہ السلام کے الہامات میں شیر خدا۔ غازی۔ اشجع الناس۔ ولی اللہ۔ شفیع اللہ اور حجۃ اللہ وغیرہ حضور کے صفاتی نام رکھے گئے ہیں۔ گویا یوں کہہ دیجئے کہ ہر نام حضور کی ایک الگ اور مستقل صفت کو ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے بطور الہام آپ پر نازل فرمایا ہے۔ اور یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور آپ کی قوت قدسیہ کے اثر سے آپ کو ملا ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔

"چونکہ میں ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اس کی شریعت اکمل اور اتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کیلئے تھی

اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں " (حقیقۃ الوحی صہ ۱۵۳)

اب اگر کسی کو یہ اعتراض ہو کہ خدا تعالیٰ نے کیوں اپنے ایک بندہ کو اتنا نوازا اور کیوں اسے اس بلند مقام پر سرفراز فرمایا تو ایسے شخص کی لڑائی خدا تعالیٰ کے اس مامور سے نہیں بلکہ خدا سے ہے۔ اور خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کے حملوں کا جواب خود دیتا ہے اور سے

کہتا ہے یہ تو بندۂ عالی جناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

اب اس سے زیادہ بدقسمت انسان اور کون ہوگا جو حقائق اور بیّنات کو دیکھتے ہوئے بھی انہیں قبول نہیں کرتا اور خدا سے لڑائی مول لیتا ہے۔ ایسے شخص کا انجام بجز ہلاکت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں
تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دور جاتے ہیں
بے احتیاط ان کی زبان وار کرتی ہے
اک دم میں اس علیم کو بیزار کرتی ہے
اک بات کہکے اپنے عمل سارے کھوتے ہیں
پھر شوخیوں کا بیج ہر اک وقت بوتے ہیں
یا بدزباں دکھاتے ہیں یا ہیں وہ بدگمان
باقی خبر نہیں ہے کہ اسلام ہے کہاں
تم دیکھکر بھی بد کو بچو بدگمان سے
ڈرتے رہو عقاب خدائے جہان سے

غیر زبانوں میں الہامات پر اعتراض کا جواب

مولف رسالہ "قرآن قادیانی" نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر غیر زبانوں میں الہامات نازل ہونے پر بھی اعتراض کیا ہے۔ مگر اپنے اس اعتراض کو قرآن مجید یا حدیث سے مدلل نہیں کیا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب چشمہ معرفت میں سے جہاں حضور نے آریوں کے خیالات کی تردید فرماتے ہوئے الہام سے متعلق نہایت قیمتی مضمون رقم فرمایا ہے۔ اس سارے مضمون میں سے صرف ایک سطر درج کر کے اور مضمون کے اصل مفہوم کو بالکل بگاڑتے ہوئے معترض نے صریح دھوکہ سے کام لیا ہے تفسیر القول بما لا یرضی بہ کے مطابق کسی بات کا مطلب کہنے والے کی منشاء اور مفہوم کے خلاف لینا یقیناً افسوسناک حرکت ہے۔ مغضوب علیہم گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قسم کی حرکات کیا کرتا تھا افسوس آج مسلمان کہلانے والوں میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں۔ جو ان کے نقش قدم پر چلتے اور بالکل ایسی ہی حرکتیں کرتے ہیں کیوں نہ ہوتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جو تھی کہ میری امت یہود کے مشابہ ہو جائیگی جس قسم کے افعال یہود کا خاصہ ہے۔ یہ سب مسلمان کہلانے والوں کے اندر بھی پیدا ہو جائیں گے۔ مولف رسالہ "قرآن قادیانی" نے اپنے رسالہ میں یہ فریب دیا ہے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر

غیرزبانوں میں جو الہامات ہوتے تھے اس کے متعلق حضور نے خود ہی یہ فتویٰ دیا ہے کہ یہ بات نہایت ہی بیہودہ اور غیر معقول ہے کہ انسان کی زبان تو کچھ اور ہو اور اسے الہام کسی اور زبان میں ہو۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت سے ہرگز ہرگز یہ مفہوم نہیں نکلتا کہ ملہم پر کسی غیر غیر زبان میں الہام ہونا ناممکن اور بیہودہ امر ہے۔ اس جگہ تو حضور علیہ السلام نے آریوں کے رد میں الہام سے متعلق ایک نہایت لطیف مضمون بیان فرمایا ہے۔ اور آریوں کے اس خیال کی تردید فرمائی ہے کہ الہامی کتاب اس زبان میں ہونی چاہیے جو انسانی زبان نہ ہو بلکہ وہ خاص ایشور کی ہی زبان ہو۔ تاکہ ایشور بے انصاف نہ ٹھہرے اور اس پر یہ اعتراض وارد نہ ہو کہ ایک قوم یا ایک ملک کی زبان میں اس نے کلام کیا۔ اور دوسری قوم یا دوسرے ملک کی زبان میں کلام نہیں کیا۔ اس کی تردید فرماتے ہوئے حضور علیہ السلام نے جو مضمون تحریر فرمایا ہے اسے ہم یہاں درج کر دیتے ہیں تاکہ ناظرین فیصلہ فرما سکیں۔ کہ حضور علیہ السلام کی اس عبارت کا کیا مفہوم ہے اور معترض نے کس طرح اس مفصل مضمون میں سے صرف ایک سطر لیتے ہوئے حضور کے مفہوم کو بالکل بگاڑ دیا ہے گویا لاتقربوا الصلوٰۃ اور ویل للمصلین کو لے لیا ہے اور وانتم سکاریٰ اور الذین ھم عن صلاتھم ساھون کو چھوڑ دیا ہے۔

معترض کی بددیانتی کی انتہا دیکھئے کہ جس عبارت میں سے ایک سطر نقل کرتے ہوئے اس نے اعتراض کیا ہے۔ اسی عبارت میں حضور

علیہ السلام کا فقرہ درج تھا۔ کہ :—

"چونکہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تمام انسانوں کو ایک ہی قوم بناوے اس لئے ہم کبھی غیر زبانوں میں الہام پاتے ہیں"

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۱۰)

مگر معترض نے اسے عمداً حذف کر دیا ہے۔ کیونکہ جس طرح لا تقربوا الصلوٰۃ کے ساتھ اگر و انتم سکاریٰ بھی پڑھ دیا جائے تو مطلب صاف ہو جاتا ہے اسی طرح اس فقرہ سے مطلب صاف ہو جاتا تھا اور معترض کی یہ غرض نہیں تھی کہ مطلب صاف ہو بلکہ وہ الجھن پیدا کر کے دھوکہ دینا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے تمام عبارت میں سے صرف ایک سطر لے کر اعتراض جڑ دیا اصل عبارت یہ ہے۔ حضور فرماتے ہیں :—

مضمون پڑھنے والے نے ایک الہامی کتاب کی یہ نشانی پیش کی کہ وہ خاص ایشور ہی کی زبان ہو۔ مگر افسوس کہ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ جس حالت میں بموجب اصول آریہ کے نوع انسان قدیم سے ہے تو پھر اس سے لازم آتا ہے کہ ان کی زبانیں بھی قدیم ہیں تو پھر قدامت کی وجہ سے ان زبانوں میں کیا فرق ہوا۔ اور ویدک کی سنسکرت میں کونسی خاص علامت ہے جس سے وہ ایشور کی زبان سمجھی جاوے۔ ہاں چونکہ اب وہ اس زمانہ میں مردہ زبان ہے اور کوئی قوم اسکو بولتی نہیں اس لئے ایک نادان خیال کر سکتا ہے کہ وہ زبان چونکہ انسانی استعمال سے الگ ہے اس لئے وہ ایشور کی زبان ہو گی۔ مگر ترک

الاستعمال ہونا یہ امر سنسکرت سے ہی خاص نہیں بلکہ اور کئی زبانیں
ہیں جو اول بولی جاتی تھیں اب متروک الاستعمال ہیں تو کیا اس وجہ
سے وہ تمام زبانیں ایشور کی زبان بنجائیں گی۔ اور اگر ویدک سنسکرت
کسی اور دلیل سے ایشور کی زبان کہلاتی ہے اور ایشور کسی خاص اپنی
کچہری میں وہ زبان بولا کرتا ہے تو اسپر کوئی دلیل پیش کرنی چاہیئے ورنہ
جو کچھ عربی زبانوں اور فارسی زبانوں اور دوسرے ممالک کی زبانوں میں انواع
اقسام کے تغیرات آکر بعض زبانیں تو بالکل مردہ ہوگئیں اور بعض میں اسقدر
تغیر آئے کہ پہلے الفاظ بہت ہی تھوڑے ان میں باقی رہ گئے۔ اور نئے الفاظ اور
نئے محاورات ان میں داخل ہوگئے اگر اس قسم کے نمونوں کا شوق ہو تو ہم اس
بارے میں ایک بڑی لمبی فہرست پیش کر سکتے ہیں۔ پس اگر کوئی زبان
متروک الاستعمال ہونیکی وجہ سے ایشور کی زبان ہوسکتی ہے تو پھر ان تمام
دوسری زبانوں نے کیا گناہ کیا ہے جو متروک الاستعمال ہیں کہ ان کو ایشور
کی زبانیں نہ کہا جائے۔ آریوں کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ دوسری زبانیں بھی قدیم
ہیں کیونکہ جب کہ یہ دنیا کا سلسلہ قدیم ہے تو کیا وجہ کہ نوع انسان کی آبادی
کڑوڑہا آریوں سے صرف آریہ ورت تک ہی محدود رہی اور ان کی ایک
ہی زبان رہی اس بات کو تو کوئی عقلمند نہیں مانے گا کیونکہ یہ قانون
قدرت کے برخلاف ہے اور جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دو تین سو برس گذرنے
تک ایک زبان میں کچھ تغیر پیدا ہو جاتا ہے اور ایسا ہی جب ایک
جگہ سے مثلاً سو کوس کے فاصلہ پر آگے نکل جائیں تو صریح زبان کا تغیر

محسوس ہوتا ہے تو اس سے صاف ثابت ہے کہ اختلاف السنہ ایک قدیمی امر ہے جس پر موجودہ حالت گواہی دے رہی ہے پس ماننا پڑتا ہے کہ جس نے انسان کو بنایا اسی نے ان کی زبانوں کو بنایا اور وقتاً فوقتاً وہی ان میں تغیرات ڈالتا ہے اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اسکو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے پس جبکہ بموجب اصول آریہ سماج کے وید کے رشیوں کی زبان ویدک سنسکرت نہیں تھی اور نہ وہ اس کے بولنے اور سمجھنے پر قادر تھے تو پھر خدا کا ایسی بیگانہ زبان میں انکو الہام کرنا گویا دیدہ دانستہ ان کو اپنی تعلیم سے محروم رکھنا تھا۔ اور اگر کہو کہ خدا ان کو اسکی زبان میں سمجھا دیتا تھا کہ ان عبارتوں کے یہ معنی ہیں تو اس صورت میں پرمیشر کا یہ عہد بحال نہیں رہیگا کہ انسانی زبان میں اسکو بولنا حرام ہے مجھے تعجب ہے کہ ان نہایت کچی اور خام باتوں کے پیش کرنے سے آریوں کو فائدہ کیا ہے کیا جو کچھ انسان کا ہے وہ سب کچھ پرمیشر کا نہیں ہے تو پھر کونسی پرمیشر کی ہتک عزت ہے کہ انسان کو اسی کی زبان میں سمجھاوے کیا ہمارا خدا ہماری دعائیں ہماری زبان میں ہی نہیں سنتا۔ پس جبکہ ہماری زبان میں ہی ہماری دعا سننے سے اسکی شان میں کچھ فرق نہیں آتا تو پھر ہماری زبان میں ہی ہمیں کوئی راہ راست سمجھانے سے کیوں اسکی شان میں فرق آئے گا۔

پس یاد رکھنا چاہیے کہ قدیم سنت اللہ کے موافق تو یہی عادت الٰہی ہے کہ وہ
ہر ایک قوم کے لئے اسی زبان میں ہدایت کرتا ہے لیکن اگر کوئی زبان ایسی ہو
کہ ملہم کو خوب یاد ہو اور گویا اسکی زبان کے حکم میں ہو تو بسا اوقات ملہم کو اس زبان
میں الہام ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف کے بعض الفاظ سے یہ سند ملتی ہے
کیونکہ اول قرآن شریف قریش کی زبان میں ہی نازل ہونا شروع ہوا تھا
کیونکہ اول مخاطب قریش ہی تھے مگر بعد اسکے قرآن شریف میں عرب کی اور اور
زبانوں کے بھی الفاظ آ گئے ہیں۔ اور ہم لوگ جو قرآن شریف کے پیرو ہیں
اور ہماری شریعت کی کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے قرآن شریف ہے اس لئے
ہم خدا تعالیٰ سے اکثر عربی میں الہام پاتے ہیں تا وہ اس بات کا نشان ہو کہ
جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتا ہے
اور ہم ہر ایک امر میں اسی ذریعہ سے فیضیاب ہیں۔ اور چونکہ اس زمانہ
میں خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تمام انسانوں کو ایک ہی قوم بنا دے اسلئے
ہم کبھی دوسری زبانوں میں الہام پاتے ہیں مگر اکثر خدا تعالیٰ کا مکالمہ مخاطبہ
عربی میں ہی ہوتا ہے بلکہ بہت حصہ خدا تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ کا قرآن شریف
کی آیتوں کے ساتھ ہوتا ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ قرآن شریف
خدا کا کلام ہے اور اس طور پر ایک نئے طریق سے ملہم کو یقین دلایا جاتا ہے کہ
جس رسول پر وہ ایمان رکھتا ہے وہ سچا رسول ہے اور جس کتاب کو وہ
مانتا ہے یعنی قرآن شریف کو وہ خدا کی کتاب ہے۔ غرض جب کہ اب بھی
مختلف زبانوں میں الہام ہوتا ہے اور صدہا پیشگوئیاں اس الہام کے ذریعہ سے

پوری ہوتی ہیں تو کیا اب تک ثابت نہ ہوا کہ خدا ہر ایک زبان میں الہام کرتا ہے" (چشمہ معرفت صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۰)

دیکھیے اس ساری عبارت میں کہیں بھی یہ بات درج نہیں کہ ملہم پر غیر زبان میں الہام ہونا غیر معقول اور بیہودہ ہے بلکہ یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ یہ بات بیہودہ اور فضول ہے کہ انسانوں کی زبان تو کچھ اور ہو اور پرمیشر کسی اور زبان میں الہام نازل کرے جس کو انسان سمجھ ہی نہ سکے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ملہم نہ سمجھ سکے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جسکو انسان سمجھ نہ سکے اور یہ سب آریہ مضمون پڑھنے والے کی تردید میں ہے۔ جو اس نے لاہور کے جلسہ میں پڑھا اور جس میں اس نے ویدوں کی فضیلت ثابت کرنے کیلئے یہ بات پیش کی کہ ایشور نے انسانی زبان میں نہیں خود اپنی ہی زبان میں جو تمام انسانوں اور تمام ملکوں کی زبانسے نرالی اور متروک الاستعمال زبان (یعنی سنسکرت) ہے انہیں الہام نازل کیا ہے۔ پنڈت دیانند صاحب نے بھی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش باب چہار دہم صفحہ ۱۱۷ (مطبوعہ ۱۹۰۸ء لاہور) میں یہی لکھا ہے کہ:—

"خدا نے کل دنیا کے رہنے والے آدمیوں پر نظر انصاف سے سب ملکوں کی زبان سے نرالی سنسکرت زبان میں جو سب ملک والوں کے لئے یکساں محنت سے حاصل ہوتی ہے - ویدوں کو نازل کیا ہے" اب ناظرین اس تفصیل کے بعد انصاف فرمائیں کہ کیا مولف "رسالہ قرآن قادیانی" نے یہ اعتراض کرتے وقت معقولیت سے کام لیا ہے؟ اور کیا اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبادت کے موقعہ اور محل کو سمجھا ہے جو حضور نے آریوں کی تردید میں رقم فرمائی ہے۔ یہ مولوی خود تو اسلام کی خدمت سے محروم تھے ہی مگر اب انکی حالت یہانتک ابتر اور انکی دینی حس یہانتک مردہ ہو چکی ہے کہ اسلام کیطرف سے مدافعت کرنیوالے جری اللہ پر اعتراضات کرنیکو اپنا مقصد بنا لیا ہے

الہامات پر "گول مول" اور "نامعلوم" ہونیکا اعتراض اور اس کا جواب

مولف۔ قرآن قادیانی "ذگن گن کردہ قدم اٹھائے ہیں جو انبیا علیہم السلام کے مخالفین اٹھاتے رہے۔ اور اپنی ہر بات اور ہر اعتراض میں مشابہت کا منظر پیش کیا ہے پہلے انبیا علیہم السلام کے مخالفین بھی اپنے زمانہ کے نبی پر یہ اعتراض کرتے رہے ہیں کہ ہمیں تو اس نبی کی باتوں کی کوئی سمجھ نہیں آتی چنانچہ سورہ ہود ع میں حضرت شعیب علیہ السلام کے مخالفین کا یہ اعتراض درج ہے مانفقہ کثیرا مما تقون یعنی ہمیں تو تیری بہت سی باتوں کی بالکل سمجھ نہیں آتی گویا وہ "نامعلوم" اور "گول مول" ہیں۔

مقطعات قرآنی پر آج تک مخالفین اسلام عیسائی آریہ وغیرہ "گول مول" ہونے کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ پنڈت دیانند صاحب نے قرآن مجید کی آیات پر یہی اعتراض کیا ہے کہ:-

"الفاظ (گول مول) اور مبہم ہیں"

اور پھر لکھا ہے کہ جب کلام کا مطلب ہی معلوم نہ ہو:-

"اس کلام کا نازل ہونا بے فائدہ ہے"

(دیکھئے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۵۹ مطبوعہ ۱۹۰۸ء لاہور)

مولف رسالہ، قرآن قادیانی،، نے ان معترضین کے ساتھ اپنی مشابہت تامہ اس رنگ میں ثبوت دیا ہے کہ نہ صرف اسی قسم کے اعتراضات کئے ہیں۔ بلکہ عجیب اتفاق ہے کہ بالکل وہی الفاظ استعمال کئے ہیں۔ چنانچہ دیکھئے پنڈت دیانند صاحب نے قرآن مجید کی وحی پر اعتراض کرتے وقت جو "گول مول،، اور مبہم،، کے الفاظ استعمال کئے تھے بالکل یہی الفاظ مولف "قرآن قادیانی،، نے استعمال کئے ہیں۔ چنانچہ رسالہ کے ص۱۳ پر جو اعتراضات درج کئے گئے ہیں وہ اس عنوان سے شروع ہوتے ہیں:۔

"مرزا جی کی گول مول وحی،،

اور جس طرح پنڈت دیانند صاحب نے قرآن مجید کی وحی پر اپنی کم علمی اور تعصب کی بناء پر کہیں یہ اعتراض کیا کہ:۔

"قرآن کے مصنف کو علم ہیئت اور جغرافیہ بھی نہیں آتا تھا،،

(ستیارتھ پرکاش ص۶۷۶)

کہیں یہ اعتراض کیا کہ نعوذ باللہ:۔

"یہ تمام باتیں انسان کی گھڑنت ہیں خدا کی نہیں

(ستیارتھ پرکاش ص۶۸۵)

کہیں قرآن مجید کی وحی پر نعوذ باللہ متضاد ہونے کا الزام لگایا۔ (دیکھئے ستیارتھ پرکاش ص۶۹۲) کہیں یہانتک ہرزہ سرائی کی کہ نعوذ باللہ:۔

"قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں ہے کسی مکار، فریبی کا بنایا ہوا ہوگا۔ نہیں تو ایسی فضول باتیں کیوں لکھی ہوتیں،،

(ستیارتھ پرکاش ص۶۹۳)

کہیں قرآن مجید پر یوں زبان طعن دراز کی کہ نعوذ باللہ :—

"یہ تعلیم خدا کی تو کیا بلکہ کسی شریف آدمی کی بھی نہیں ہو سکتی" (ستیارتھ پرکاش ص۶۹۶)

کہیں لکھا ہے کہ :—

"قرآن کیا ہے بڑا کھیل ہے" (ستیارتھ پرکاش ص۶۹۶)

کہیں یہ اعتراض کیا کہ :—

"مصنف قرآن علم طبیعات کو بھی نہیں جانتا تھا" (ستیارتھ پرکاش ص۶۹۰)

کہیں لکھا ہے کہ نعوذ باللہ :—

"قرآن کسی محدود العقل آدمی کا بنایا ہوا ہے" (ص [illegible])

کہیں لکھا ہے کہ قرآن مجید میں نعوذ باللہ فحش باتیں بیان کی گئی ہیں اور :—

"ایسی فحش باتیں خدا کی کتاب میں خدا کی تو کیا کسی شائستہ آدمی کی بھی نہیں ہو سکتیں" (ص [illegible])

کہیں یوں ہرزہ سرائی کی کہ نعوذ باللہ :—

"یہ کتاب (یعنی قرآن مجید) کلام ربانی نہیں ہو سکتی البتہ کسی گمراہ کی بنائی ہوئی معلوم دیتی ہے" (ص [illegible])

کہیں یہ اعتراض کیا کہ :—

"اگر یہ کتاب کلام الہی ہوتی تو ایسی بے معنے باتیں اسمیں نہ ہوتیں" (ص۱۲)

کہیں قرآن مجید کو یوں طعن کا نشانہ بنایا کہ نعوذ باللہ :—

"قرآن باہم نقیض باتوں سے بھرا ہوا ہے" (ص۲۱۲)

بعینہٖ اسی طرح مولف رسالہ "قرآن قادیانی" نے حضرت مسیح موعود علیہ

السلام کے الہامات پر غیر معقول اعتراضات کر کے ثابت کر دیا ہے کہ وہ مخالفین انبیاء علیہم السلام کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور اس طرح انہوں نے أَتَوَاصَوْا بِهِ کی پوری تفسیر دنیا کے سامنے پیش کر دی ہے۔ بعض الہامات کے متعلق معترض نے اپنی طرف سے سوقیانہ فقرے استعمال کر کے اپنی کم ظرفی اور سفلہ پن کا خوب مظاہرہ کیا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے پنڈت دیانند کی روح اڑ یہ کے اس مولوی میں حلول کر آئی ہے۔ چنانچہ بانی آریہ سماج نے سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر جس کمینگی سے حملے کئے ہیں وہ اس قدر گندے ہیں کہ ان کو نقل کرنے سے بھی قلم لرزتا ہے ستیارتھ پرکاش میں یہ تمام کمینے حملے اس طریق سے کئے گئے ہیں کہ قرآن مجید کی ایک آیت کا خود ہی ترجمہ کر کے اسکا ایک مفہوم معین کر لیا۔ اور پھر اپنی کمینگی اور سفلہ پن کا ثبوت دیتے ہوئے اس پر لفنگوں کی طرح مذاق شروع کر دیا اس کی پیروی میں مؤلف رسالہ "قرآن قادیانی" نے بھی بالکل یہی طریق اختیار کیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر اسی رنگ میں حملے کئے ہیں۔ معترض نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعض الہامات پر گول مول اور مطلب نہ معلوم نہ ہونے کا جو اعتراض کیا ہے اگر وہ یہ اعتراض کرنے سے قبل یہ علم حاصل کر لیتے کہ اس بارے میں اسلامی عقیدہ کیا ہے اور کیا ہر الہام اور وحی کا مطلب وحی کے نازل ہونے کے ساتھ ہی معلوم ہونا ضروری ہے یا نہیں تو ان کو اس قسم کا خلاف اسلام اعتراض کر کے یہ رسوائی نہ اٹھانا نہ پڑتی بزرگان سلف نے اس بارے میں بالتفصیل لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل

ہونے والے ہر الہام اور ہر وحی کا مطلب معلوم ہونا اسی زمانہ میں ضروری نہیں جس میں کہ وہ نازل ہوا۔ خدا تعالیٰ کی وحی جسے وہ اپنے مامور پر نازل کرتا ہے مختلف قسم کی ہوتی ہے۔ بعض الہامات ایسے ہوتے ہیں جو ملہم کے ذاتی حالات اور واقعات سے متعلق ہوتے ہیں۔ بعض الہام اسکے عزیز و اقارب اور اس کے خاندان کے لوگوں سے متعلق ہوتے ہیں۔ بعض اسکے مخالفین کے متعلق ہوتے ہیں اور بعض اپنی جماعت اور اپنے سلسلہ کے متعلق ہوتے ہیں۔ اور بعض الہامات عالمگیر واقعات اور حالات کے متعلق ہوتے ہیں۔ پھر یہ الہامات بعض اس زمانہ میں پورے ہو جاتے ہیں۔ بعض کچھ دیر کے بعد اور بعض اس کے بھی بعد آنے والے زمانہ سے متعلق ہوتے ہیں۔ پھر بعض الہامات کا مفہوم اور مطلب تو خدا تعالیٰ ملہم کو بتا دیتا ہے اور بعض کا مطلب نہیں بتاتا اس لئے کہ اس زمانہ میں اسکی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کے اندر ایک مخفی خزانہ ہوتا ہے جو وقت پر خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو دیگر علامات صداقت کے علاوہ ایک ملہم اور مامورین اللہ کی صداقت کا یہ بھی ایک زبردست نشان ہوتا ہے کہ بعض دفعہ اس پر جو الہام نازل ہوتا ہے۔ وہ اس الہام کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ اس کا مطلب مجھے خدا کی طرف سے نہیں بتایا گیا۔ اگر وہ مفتری ہوتا تو کبھی ایسا اعلان نہ کرتا۔ کیونکہ مفتری جو کچھ بیان کرتا ہے سب اپنی طرف سے ہوتا ہے اور جو کچھ اس کی زبان سے نکلتا ہے۔ اس کا مطلب اسے خوب معلوم ہوتا ہے کہ میرے دماغ میں اس کا کیا منشاء مقصود ہے مگر خدا تعالیٰ کے مامورین

کا حال اس کے برعکس ہوتا ہے جو کچھ خدا تعالیٰ اُن پر نازل کرتا ہے اسے وہ دنیا کے سامنے پیش کر دیتے ہیں اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے سکھائی ہوئی تفصیلات بھی بیان فرما دیتے ہیں۔ اور بعض الہامات جن کی تفصیل بیان کرنے کی اس زمانہ میں ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ تفصیل بیان نہ کرنے میں خدا تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوتی ہے۔ ان الہامات کو وہ بغیر تشریح کے پیش کر دیتے ہیں تاکہ بعد میں آنے والے لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اس امور کے سینکڑوں اور ہزاروں الہامات جو پوری شان کے ساتھ پورے ہو چکے ہوتے ہیں وہ اس بات کا ثبوت ہوتے ہیں۔ کہ جو الہامات آئندہ کے متعلق ہیں وہ بھی ضرور پورے ہو کر رہیں گے۔

امام ابن قتیبہ لکھتے ہیں:-

لَمْ يَكُنْ رسول الله صلى الله عليه وسلم يَعْلَمُ مِنْ حكم الله تعالى إلا ما علّمه الله عز وجل ولا كان الله تبارك وتعالى يُعَرِّفه ذالك جملةً بل يُنَزِّلُ له شيئًا بعد شيئٍ

(تاویل مختلف الاحادیث للامام ابن قتیبہ مصری ص۲۰۶)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کے احکامات کا علم نہیں ہوتا تھا جب تک خود خدا تعالیٰ نہ بتائے۔ اور نہ ہی خدا تعالیٰ تمام امور کے متعلق یکدم مطلع فرماتا تھا بلکہ ضرورت اور موقعہ کے مطابق اس کی اطلاع دیتا تھا۔

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے کہ ہمارے الہام دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) محکمات (۲) اور متشابہات۔ وہ لوگ

جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے اور وہ ضلالت سے محبت رکھتے ہیں وہ محکمت سے فائدہ اٹھانے کی بجائے۔ تشابہات کی قسم کے الہامات کو لے کر اس پر ہنسی اڑاتے ہیں۔ بالکل یہی حال مولف "قرآن قادیانی" کا ہے۔ کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات پر گول مول اور ان کا مطلب معلوم نہ ہونے پر اعتراض کیا ہے۔ اس ضمن میں معترض نے اپنی اس عادت کے مطابق جس کا اس رسالہ میں بار بار مظاہرہ کیا ہے بددیانتی سے کام لیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایسے الہامات کو اس ذیل میں درج کیا ہے جو پوری شان کے ساتھ پورے ہو چکے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے قلم مبارک سے ان کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً معترض نے اپنے رسالہ کے صلا پر حضور علیہ السلام کے ایک الہام "پیٹ پھٹ گیا" پر اعتراض کیا ہے کہ جانے کس کے متعلق ہے۔ کچھ بیان نہیں کیا گیا حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تتمہ حقیقۃ الوحی صلا پر اس کی تفصیل یوں فرمائی ہے:۔

"(۲) منجملہ ان نشانوں کے دوسرا نشان یہ ہے کہ مجھ کو ۳۰ جولائی ۱۹۰۶ء میں اور بعد اس کے اور کئی تاریخوں میں وحی الہی کے ذریعہ سے بتلایا گیا کہ ایک شخص اس جماعت میں سے ایک دم میں دنیا سے رخصت ہو جائیگا اور پیٹ پھٹ جائیگا اور شعبان کے مہینہ میں وہ فوت ہو گا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق شعبان ۱۳۲۴ھ میں میاں صاحب نور مہاجر جو صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کی جماعت میں سے تھا۔ یک دفعہ ایک دم میں

پیٹ پھٹنے کے ساتھ مرگیا اور معلوم ہوا کہ اس کے پیٹ میں کچھ مدت سے رسولی تھی۔ لیکن کچھ محسوس نہیں کرتا تھا اور جوان مضبوط تنومند تھا ایک دفعہ پیٹ میں درد ہوا اور آخری کلمہ اس کا یہ تھا کہ اس نے تین مرتبہ کہا کہ میرا پیٹ پھٹ گیا بعد اسکے مرگیا اور جیسا کہ پیشگوئی میں تھا شعبان کے مہینہ میں اکدم میں اسکی جان رخصت ہو گئی۔ یہ پیشگوئی قبل از ظہور اخبار بدر اور الحکم میں شائع کرادی گئی تھی۔"

اگر معترض دیانت سے کام لیتا تو تذکرہ کے جس صفحہ سے اس نے یہ الہام درج کیا ہے اسی صفحہ کے حاشیہ پر اسکے پورا ہونیکا ذکر موجود ہے

پھر معترض نے اپنے رسالہ کے ص۱۵ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور الہام "پہلے بیہوشی۔ پھر غشی۔ پھر موت" پر بھی اعتراض کیا ہے کہ معلوم کس کے متعلق ہے۔ حالانکہ اگر معترض میں دیانت کا مادہ ہوتا تو یہ اعتراض جس حوالہ سے اس نے درج کیا ہے اسی جگہ اور اس الہام کے ساتھ ہی اس کی تشریح اور اس کے پورے ہونے کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ وہ ساری عبارت یوں ہے:۔

"۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الہام ہوا

پہلے بےہوشی۔ پھر غشی۔ پھر موت

ساتھ ہی اس کے یہ تفہیم ہوئی کہ یہ الہام ایک مخلص دوست کی نسبت ہے جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سنایا گیا اور الحکم ۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا۔

پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بوڑیخاں اسسٹنٹ سرجن ایک ناگہانی موت سے قصور میں گذر گئے۔ اوّل بیہوش رہے۔ پھر یکدفعہ غشی طاری ہوگئی پھر اس ناپائدار دنیا سے کوچ کیا اور ان کی موت اور اس الہام میں صرف بیس بائیس دن کا فرق تھا۔"

(تذکرہ ص۳۲۸)

اسی طرح معترض نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "ڈگری ہوگئی ہے۔ مسلمان ہے" کو بھی اسی ذیل میں درج کیا ہے۔ حالانکہ اسی جگہ تذکرہ میں اس الہام کا شان نزول اور اسکے پورا ہونے کی تفصیل موجود ہے۔ اسیطرح الہام "دو بالفعل نہیں ہیں" کی بھی اسیجگہ جسکا معترض نے حوالہ دیا ہے تشریح موجود ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۳۰) پس اس اتق معترض نے یہ دھوکہ دیا ہے کہ جن الہامات کی خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تشریح فرمادی اور وہ پوری بھی ہو چکے ہیں انکو "مہمل" کیا ہے

دوسرے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد میں لکھتے ہیں:۔

"قرآن مجید کے سب معانی سمجھنے کی ہمیں تکلیف نہیں دی گئی ....

.... مقطعات قرآنی ایسے حروف یا ایسے الفاظ ہیں جو اہل عرب کی اصطلاح میں کسی معنے کے لئے موضوع نہیں" (علم الکلام اردو ترجمہ الاقتصاد فی الاعتقاد ص۶۶)

(۲) حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب محدث اپنی کتاب الفوز الکبیر میں لکھتے ہیں:۔

"اجتہاد را دریں قسم دخلے ہست وقصص متعدد را آنجا گنجائش ہست"

(الفوز الکبیر ص۴۰)

یعنی قرآن مجید کی جن آیات کے متعلق کوئی تخصیص نہیں ان میں اجتہاد کا راستہ کھلا ہے۔ اور کئی قصوں کی ان آیات کی تشریح میں شامل کئے جانے

کی گنجائش ہے ۔

(۳) تفسیر کبیر میں مقطعات کے متعلق بحث کرتے ہوئے لکھا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے :-

"الم وغیرہ مقطعات کے متعلق دو قول ہیں ۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ چھپا ہوا علم اور راز ہیں یہ وہ ہے جس کا علم سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں اور حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کتاب میں کوئی نہ کوئی بھید ہوتا ہے اور قرآن مجید میں اسکا بھید قرآن مجید کی سورتوں کی ابتدائی قطعات ہیں" (تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۱۱۲ مصری)

(۴) نواب صدیق حسن خانصاحب لکھتے ہیں :-

"یہ کوئی بعید امر نہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا الہام یا وحی نازل ہو جو اپنی ذات میں مفید تو ہو مگر اس کے معنے کوئی نہ سمجھ سکے ۔ کیا قرآن مجید کے حروف مقطعات اسی قسم کے نہیں ہیں ۔ کیا کسی کے لئے یہ کہنا جائز ہے کہ ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور کیا کوئی ان کا علم حاصل کرنے کی قدرت رکھتا ہے" (یعنی نہیں رکھتا)

(ترجمہ عبارت عربی السراج الوہاج شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے الہامات کی خود تشریح فرمادی ہے اور جنکی حضور نے کوئی تشریح نہیں فرمائی ۔ انکی آگے دو قسمیں ہیں ایک وہ جنکا معلوم کرنا خدا تعالیٰ نے مومنین کے اجتہاد پر چھوڑا ہے چنانچہ جب کسی الہام کے پورا ہونیکا زمانہ آتا ہے وہ اپنے اجتہاد سے اسکے معنے معلوم کر لیتے ہیں دوسری قسم کے الہامات وہ ہوتے ہیں جو آئندہ زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں جب وقت آئیگا خدا تعالیٰ ان الہامات کی تشریح میں خود انکے معنے کھولدیگا جیسا کہ قرآن مجید میں بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے سیریکم ایاتہ فتعرفونہا کہ بعض نشان ہم آئندہ زمانہ میں تمکو دکھائینگے جب انکا وقت آئیگا اور وہ ظاہر ہونگے تو تم انکو پہچان لوگے ۔

بعض اور اتہامات اور ان کی تردید

سرور کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں میری امت کے لوگ یہود سے بالکل مشابہ اور ہمرنگ ہو جائیں گے اور ان کے نقش قدم پر چلیں گے۔ ان کے اندر خیالات بدعت پیدا ہو جائیں گے اور وہ اپنی نفسانی خواہشات کی اسی طرح پیروی کریں گے جس طرح کہ کتا اپنے مالک کی پیروی کرتا ہے۔ فرمایا اس زمانہ میں اسلام کا صرف نام اور قرآن کے صرف حروف باقی رہ جائینگے ان پر سے عمل اٹھ جائے گا۔ اور اس زمانہ کے علماء کہلانے والے لوگ دنیا بھر میں بدترین مخلوق ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی اس زمانہ میں صرف بحرف پوری ہوئی مسلمان لیڈروں۔ شاعروں خطیبوں۔ اور واعظوں نے اس حالت پر نوحہ کیا۔ اخبارات رسائل اور کتب میں رونا رویا گیا کہ مسلمان کہلانے والوں کی آج بالکل وہی حالت ہو چکی ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کی حالت ابتر ہی ہوئی بلکہ کفر بازی اور سب و شتم کا وہ بازار گرم ہوا کہ الامان۔ حنفیوں نے اہل حدیث کو کافر اور مرتد قرار دیا۔ اور اہل حدیث نے حنفیوں کو بدعتی

اور خارج از اسلام بتایا۔ شیعوں نے سنیوں پر کفر کے فتوے لگائے اور سنیوں نے شیعوں پر۔ دیوبندیوں نے بریلویوں کے متعلق اور بریلویوں نے دیوبندیوں کے متعلق کفر اور خارج از اسلام ہونے کے فتوے دیئے۔ غرض مسلمان کہلانے والوں کا کوئی فرقہ اور کوئی گروہ کفر و ارتداد کے فتاویٰ سے باہر نہ رہا۔ تمام فرقوں کے علماء کہلانے والوں اور مولویوں کے متعلق (۱) دجال (۲) دابۃ الارض (۳) مکر و تدبیر کے بیکور (۴) حلوے مانڈے پر اسلام کو برباد کرنے والے (۵) اسلام کے لئے باعث ننگ و عار (۶) کفر دوست (۷) ریاکار (۸) جاہل (۹) دین کی مٹی پلید کرنے والے (۱۰) نفس پرست۔ (۱۱) شیطنت سے پر (۱۲) سگان دنیا (۱۳) دین کے چور (۱۴) نجاست پر بیٹھنے والی مکھیاں (۱۵) مسلمانوں کے (۱۶) کفار کے دوست

غرض اخبارات و رسائل کے فائل اور ایک دوسرے کے خلاف فتوے اس بات کا ثبوت ہیں۔ کہ جو بھی بد سے بدتر الفاظ ممکن تھے وہ اس زمانہ کے علماء اور مولوی کہلانے مولوی کے متعلق استعمال کئے گئے۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا۔

صرف اس لئے کہ ان لوگوں نے انبیاء علیہم السلام پر اتہامات لگائے۔ کسی پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا۔ کسی پر غیر کی بیوی پر فریفتہ ہو جانے اور حیلہ سے اس کے ساتھ نکاح کر لینے کا الزام لگایا اور کسی پر قصد زنا کا الزام لگایا۔ اور تو اور ان لوگوں نے تمام نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہ چھوڑا۔ اور آپ پر الہام

لگانے سے بھی نہ چوکے اور حضور علیہ السلام کی ذات بابرکات کی طرف یہ بات منسوب کی کہ نعوذ باللہ آپ اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر فریفتہ ہو گئے تھے اور پھر اس قسم کے گندے عقیدے گھڑے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دفعہ شیطانی القاء ہوا۔

(دیکھئے جلالین مجتبائی ص ۲۸۲)

ان بد عقائد کی وجہ سے ان کی یہ حالت ہو گئی کہ غیر تو الگ رہے خود اپنوں میں بھی ذلیل ترین مخلوق شمار ہونے لگے۔ جب خدا۔ خدا کے رسولوں اور خدا کی ہدایت کو ان لوگوں نے چھوڑ دیا تو خدا تعالیٰ نے بھی ان کو چھوڑ دیا اور امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے ایک شخص کو مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف فرمایا اور اسے حکم دیا کہ اٹھ اور دنیا کی اصلاح کر اور تمام ضلالتوں کو دور کر کے پھر سے اصل دین اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کر۔ چنانچہ اس مامور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کے حکم سے دنیا کو اپنے گرد جمع ہونے کی دعوت دی تاکہ خدا تعالیٰ کی آیات ان کے سامنے بیان کریں۔ دین اور حکمت کی باتیں سکھائیں اور ان کا تزکیہ نفوس کریں۔ مگر افسوس انہی مولویوں نے جو اسلام کے لئے باعث ننگ و عار تھے اس مقدس انسان پر مختلف قسم کے اتہامات باندھے جب ان لوگوں نے تمام انبیاء علیہم السلام پر گندے الزامات لگائے اس وقت تو اسلام کی توہین نہ ہوئی۔ مگر جب خدا کی طرف سے ایک مامور آیا اور اس نے نئے سرے سے خدا تعالیٰ کی توحید۔ انبیاء علیہم السلام کی عزت اور خدا تعالیٰ کی پاک تعلیم

کو دنیا میں قائم کیا۔ اور علماء کہلانے والے اور مولویوں اور گدی نشینوں کی اصلیت واضح کی تو اس وقت ان "اسلام کے ٹھیکیداروں" نے شور مچانا شروع کر دیا کہ غضب ہو گیا اس شخص نے اسلام کی توہین کر دی۔

مولف رسالہ "قرآن قادیانی" نے بھی اپنے رسالہ میں اس قسم کے بعض الزامات کو دھرایا ہے مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر ؎

کربلائیست سیر ہر آنم — صد حسین است در گریبانم

پیش کر کے اس سے یہ دھوکہ دینا چاہا ہے کہ نعوذ باللہ اس میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہتک کی گئی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جگہ عشق الٰہی اور مختلف زبانوں میں اس کے اثرات ظاہر ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

عشق کو رونماند از دیدار — سبزگہ بہ خیزد از گفتار
کشتہ او نہ یک نہ دو نہ ہزار — این قتیلان او بروں ز شمار
ہر زمانے قتیل تازہ بخواست — غازہ روئے او دم شہداست
ایں سعادت چو بود قسمت ما — رفتہ رفتہ رسید نوبت

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

یعنی عشق الٰہی خدا تعالیٰ کے دیدار اور اس کے کلام سے پیدا ہوتا ہے۔ اس عشق الٰہی کے کشتے ایک دو یا ہزار دو ہزار نہیں بلکہ شمار سے باہر ہیں۔ اور چونکہ شہداء محبت کا خون خدا تعالیٰ کے چہرہ پر غازہ کا کام

دیتا ہے اس لئے ہر زمانہ میں ان قتیلانِ محبت کی ضرورت رہتی ہے (تاکہ وہ
خدا تعالیٰ کے چہرہ کی خوبصورتی کا موجب بنیں اور اسے دنیا میں ظاہر کرتے رہیں)
چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ سعادت (یعنی اس کی محبت کا کشتہ ہونا) ہماری قسمت
میں بھی رکھی تھی۔ اس لئے رفتہ رفتہ ہماری باری بھی آپہنچی۔ (چنانچہ جب میں
نے خدا کی طرف سے مبعوث ہونے اور لوگوں کو خدا کی طرف بلانے کا اعلان کیا تو
تمام دنیا میری مخالف ہو گئی اور یہ مخالفت اس انتہا تک پہنچ گئی اور اس
مخالفت میں انھوں نے یہ منظر پیدا کر دیا) کہ ہر آن اور ہر گھڑی میرے لئے
کربلا کا میدان ہے (اور دشمن نے مجھے اور میری جماعت کو اس طرح مصائب
کا نشانہ بنا رکھا ہے کہ گویا) میرے گریبان (یعنی میرے موجود ہیں) سو حسین
(جمع) ہیں۔ (یعنی وہ لوگ اس شدت سے مجھ پر حملہ آور ہیں کہ گویا ایک
نہیں بلکہ سو حسینؓ پر حملہ کر رہے ہیں) ان تمام اشعار میں توہین کا شائبہ
تک بھی نہیں پایا جاتا بلکہ اس جگہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت
امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتیلانِ محبت الٰہی میں سے بیان کر کے آپ کے درجہ
اور آپ کے مرتبہ کا اظہار فرمایا ہے۔ اور آخری شعر میں تو حضور کا مقصد صاف
ظاہر ہے کہ حضور ان مصائب اور مشکلات کی شدت کا اظہار فرما رہے ہیں
جو آپ کو مخالفین کی طرف سے پہنچیں۔ تعجب ہے کہ اعتراض کرنے والے
لوگ اسلاف کی طرف نہیں دیکھتے کہ ذرا کسی موقعہ پر پانی نہ ملے یا کوئی
اور معمولی سی تکلیف انھیں پہنچے تو چلانا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ ہمارے لئے
تو یہ مقام کربلا بن گیا۔ اس وقت یہ معترض اسے حضرت امام حسینؓ کی ہتک

قرار نہیں دیتے۔ مگر خدا کا ایک مامور جس پر آپ کے مخالفین نے چاروں طرف سے حملے کیے اور ہر طرح کے دکھ آپ کو اور آپ کی جماعت کو پہنچائے۔ سراسر جھوٹے مقدمات بنائے گئے۔ قتل کے منصوبے سوچے گئے۔ آپ کے ماننے والوں کو بغیر کسی قصور کے محض اس وجہ سے کہ وہ آپ پر ایمان لائے سنگسار اور شہید کیا گیا۔ ان کو گھروں سے نکال کر جائدادوں سے بے دخل کر دیا گیا۔ ان کے پانی بند کر کے ان کی زندگی تنگ کر دی۔ ان کے مردوں کو قبروں سے اکھاڑ اکھاڑ کر نکالا گیا اور آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ غرض دشمن نے کوئی منصوبہ آپ کو اور آپ کی جماعت کو دکھ دینے کا اٹھا نہ رکھا اس پر اگر یہ کہا جائے کہ ہمارے لیے تو ہر گھڑی کربلا ہے تو دشمن اعتراض کرتا ہے کہ تم نے حضرت امام حسین رضی کی ہتک کر دی۔

مولانا روحی نے اپنے دیوان میں لکھا ہے :-

کربلائے عشقم و لب تشنہ سرتا پائے من

صد حسین کشتہ در ہر گوشہ صحرائے من

یعنی میں کربلائے عشق میں تشنہ پڑا ہوں اور میرے ہر گوشہ صحرا میں سینکڑوں حسین کشتہ ہوئے پڑے ہیں۔

مگر اس پر کبھی مولویوں نے شور نہیں مچایا۔

مولف رسالہ "قرآن قادیانی" نے اعجاز احمدی کے بعض اشعار پر بھی اعتراض کیا ہے کہ ان میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہتک کی گئی ہے حالانکہ یہ محض افترا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف اس

غلو سے منع فرمایا ہے جو حضرت امام حسین رضؓ کے متعلق کیا جاتا ہے کہ وہ تمام نبیوں سے افضل ہیں اور تمام نبیوں کے شفیع ہوں گے۔ اور بعض مسلمانوں نے تو اس غلو میں یہاں تک بڑھ گئے کہ عیسائیوں کی طرح امام حسین رضی اللہ عنہ کو گویا خدا بنا دیا۔ اس غلو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منع فرمایا چنانچہ اعجاز احمدی کے صفحات ۶۰، ۸۰، ۸۱ میں اس کا ذکر موجود ہے۔

یہ غلو کہ حضرت امام حسین رضؓ انبیاء علیہم السلام سے افضل تھے۔ اس کی تردید حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب نزول المسیح صـ۴۹ تا صـ۵۲ کے حاشیہ پر بھی بیان فرمائی ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا جو اصل مقام اور مرتبہ ہے اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی ہتک کرنے والے کو قابل مواخذہ بیان فرمایا ہے۔

چنانچہ حضور فرماتے ہیں: —

"میں نے قصیدہ میں، جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے یہ انسانی کارروائی نہیں۔ خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان طعن دراز کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسین رضؓ جیسے یا حضرت عیسیٰ جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور وعید من عاد ولیاً لی دست بدست اسکو پکڑ لیتا ہے۔"

(اعجاز احمدی صـ۴۸)

مولف "قرآن قادیانی" نے ایک بہتان یہ لگایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نعوذ باللہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی توہین کی ہے اور اس کے ثبوت میں جو واقعہ پیش کیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کشف ہے معترض نے بد دیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عبارت کو جس میں یہ ذکر تھا کہ یہ کشف ہے حذف کر دیا ہے تاکہ پڑھنے والے کو یہ نہ معلوم ہو سکے کہ یہ واقعہ ظاہری ہے یا کشفی۔ سب سے پہلے حضور نے اپنا یہ کشف براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۰۳ حاشیہ در حاشیہ ۳ پر اور پھر سر الخلافہ ص۲۳ تحفہ گولڑویہ ص۱۲ اور نزول المسیح ص۴۹ حاشیہ پر بیان فرمایا ہے اور ہر جگہ حضور نے یہی تحریر فرمایا ہے کہ میں نے کشف میں یہ نظارہ دیکھا۔

چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت حس سے جو خفیف سے نشہ سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یکدفعہ چند آدمیوں کے آنے کی آواز آئی جیسے بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آگئے یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی و حسنین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا

سر اپنی ران پر رکھ لیا"۔ (تذکرہ صـ۲۲)

تحفہ گولڑویہ میں بھی جہاں حضور نے اس کشف کا ذکر فرمایا ہے یہ الفاظ ہیں کہ :-

"حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کمال محبت اور مادرانہ عطوفت کے رنگ میں اس خاکسار کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ (تحفہ گولڑویہ صـ۲۱)

نزول المسیح صـ۴۹ حاشیہ پر حضور کے الفاظ یوں ہیں :-

"پھر ایک کشف میں جو براہین احمدیہ میں مندرج ہے میرے پر ظاہر کیا گیا کہ میرا سر سوتیوں کی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہے"

اب ناظرین غور فرمائیں کہ کیا مولف "قران قادیانی" کی یہ صریح دھوکہ دہی نہیں کہ ایک کشفی واقعہ پر اعتراض کیا ہے جس میں خدا تعالیٰ نے آپ پر یہ ظاہر فرمایا کہ آپ نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد ہیں بلکہ جسمانی لحاظ سے بھی آپ کی نسل میں فاطمی خون ملا ہوا ہے۔

مولف "قران قادیانی" نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ رَأَیْتَ خَدِیْجَتِیْ" پر بھی اعتراض کیا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ معترض کی اس حرکت کو جہالت پر محمول کریں یا شر انگیزی پر مسلمانوں میں ہزاروں عورتوں کا نام برکت حاصل کرنے کی نیت سے خدیجہ رکھا جاتا ہے اور ہر شخص یہ نام سن کر خوش ہوتا ہے اور والدین کو مبارکباد دیتا ہے کہ بہت مبارک نام ہے کیونکہ ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے نام پر ہے۔ مگر آج معلوم ہوا کہ اڑیسہ کے علاقہ میں ایسے مولوی صاحب

پیدا ہوئے ہیں جو یہ نام رکھنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی توہین سمجھتے ہیں
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس الہام کی خود تشریح فرمائی
ہے۔ حضور فرماتے ہیں :۔

"اور خدیجہ اس لئے میری بیوی کا نام رکھا کہ وہ ایک مبارک نسل کی ماں ہے۔ جیسا کہ اس جگہ بھی مبارک نسل کا وعدہ تھا اور نیز یہ اس طرف اشارہ تھا کہ وہ بیوی سادات کی قوم میں سے ہوگی" (تذکرہ ص ۳۵)

خدا تعالیٰ کی عجیب حکمت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشد ترین دشمن اور مخالفین کے لیڈر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے اسے اسلام کی بہت بڑی خدمت قرار دیا ایسی خدمت جو تیرہ سو سال سے کسی کے حصہ میں نہ آئی۔ اس کتاب کو بے نظیر قرار دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شریعت محمدیہ پر قائم ہونے۔ پرہیزگار اور صداقت شعار ہونے کا اقرار کیا۔ خدا تعالیٰ نے اس اول المکفرین سے جس کتاب اور اس کے مصنف کی یہ تعریف کروائی اس کتاب کے اندر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مادرانہ شفقت اور عطوفت کے رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سر اپنی ران مبارک پر رکھنے اور حضور علیہ السلام کی بیوی کا الہامی نام خدیجہ ہونے کا ذکر بھی موجود تھا اس وقت ان باتوں پر اعتراض نہ کرنا بلکہ صاحب الہام یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسلام کا بہت بڑا فدا متگذار تسلیم کرنا اور روحانی لحاظ سے بلند مرتبہ ماننا۔ اور بعد میں مخالفین کا انہی باتوں پر اعتراضات کرنا اس بات کی علامت ہے

کہ ان اعتراضات کی تہہ میں وہ بغض اور عناد کام کر رہا ہے جو انبیاء علیہم السلام کے مخالفین کے اندر موجزن ہوتا ہے۔ ورنہ ان کے نزدیک بھی یہ باتیں قابل اعتراض نہیں۔ اگر قابل اعتراض ہوتیں تو اس وقت ان پر کیوں اعتراض نہ کیا گیا جب یہ باتیں سب سے پہلے دنیا کے سامنے پیش کی گئی تھیں۔

مولف "رسالہ، قران قادیانی" نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ظاہر ہونے والے فرشتوں کے صفاتی ناموں پر بھی اعتراض کیا ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے جو کچھ لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معترض ملائکۃ اللہ کی حقیقت۔ ان کے کاموں۔ اور ان کے متمثل ہو کر ظاہر ہونے وغیرہ کے اسلامی نظریہ سے قطعی ناواقف ہے۔ اس کے متعلق اگر معترض کو زیادہ واقفیت نہیں تھی تو کم از کم قرآن اور حدیث کے موٹے موٹے واقعات ہی معلوم ہوتے تو وہ اس قسم کا اعتراض نہ کرتے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس جو فرشتہ آیا تھا اس کا ذکر سورۃ مریم میں یوں آیا ہے کہ تمثل لہا بشرا سویا کہ وہ فرشتہ ایک پورے اور مکمل انسان کی شکل میں متمثل ہو کر مریم کے سامنے آیا پھر حدیث میں بھی حضرت جبریل کے انسانی شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا ذکر موجود ہے۔ پس جو شخص فرشتوں کے ان ناموں پر اعتراض کرتا ہے جو ان کے اصلی نام نہیں بلکہ صفاتی نام ہیں اور جو ان کے کام کی مناسبت کی وجہ سے بیان ہوئے ہیں تو یقیناً ملائکۃ اللہ کا انسانی شکل میں متمثل ہو کر آنا جو ان کی اصلی شکل نہیں بلکہ موقعہ اور محل کی مناسبت سے وہ اس شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ امر بھی

معترض کے نزدیک قابل اعتراض ہوگا۔

معترض نے اس ضمن میں ایک اعتراض یہ کیا ہے۔ کہ تذکرہ ص۶۷ پر ملاء اعلیٰ کے لوگوں میں خصومت کا ذکر ہے اور پھر اس پر مذاق اڑایا ہے کہ ہاں ان کا اور کام ہی کیا باقی رہا۔" اول تو معترض نے یہ بددیانتی کی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری عبارت پیش نہیں کی بصرف ایک ٹکڑا پیش کر کے دھوکہ دیا ہے۔ حالانکہ اس کے ساتھ ہی اس کی تشریح بھی موجود تھی۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے"۔ تذکرہ ص۶۷

پس اس کشف میں ملاء اعلیٰ کے لوگوں میں خصومت سے مراد مولویوں کی سی خصومت نہیں بلکہ احیاء دین کے ارادوں کا اظہار مراد ہے

دوسرے معترض کو اگر اس خصومت پر اعتراض ہے تو اس حدیث کے بارے میں اس کا کیا خیال ہے جو بخاری اور مسلم دونوں میں مروی ہے اور مشکوۃ باب الاستغفار والتوبۃ کی فصل اول میں یوں درج ہے کہ ایک شخص نے ننانوے قتل کئے پھر وہ فتویٰ پوچھنے کے لئے کہ کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے ایک عابد کے پاس گیا اس نے کہا کہ تمہاری توبہ قبول نہیں ہوسکتی۔ اس پر اس گنہگار نے اس عابد کو بھی قتل کر دیا۔ اور پھر توبہ کے بارے میں فتویٰ پوچھنے چل پڑا اسے کسی شخص نے بتایا کہ فلاں بستی میں فلاں آدمی کے پاس جاؤ وہ تمہیں

اس کا جواب دیگا چنانچہ وہ اس کی تلاش میں جارہا تھا کہ راستہ میں ہی اسے موت نے آلیا۔ اسکے آگے حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ: فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ یعنی اس شخص کے متعلق رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا پیدا ہوگیا۔ رحمت کے فرشتے کہتے تھے یہ رحمت کا مستحق ہے اور عذاب کے فرشتے کہتے تھے نہیں یہ عذاب کا مستحق ہے۔"

ہم مولف "قرآن قادیانی" سے پوچھتے ہیں کہ کیا اس جھگڑے پر بھی وہ مذاق کیا کرتے ہیں؟ -

---

آیات قرآنی اور الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مولف رسالہ "قرآن قادیانی" نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ان آیات قرآنیہ کے بطور الہام نازل ہونے پر بھی اعتراض کیا ہے جو آیات خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائیں اور جن کے مخاطب صرف حضور ہی ہیں اس اعتراض کے کئی جواب ہیں سب سے پہلا جواب تو اول المنکرین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی زبان سے سنئے۔ انہوں نے براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھا:۔

"مولف براہین احمدیہ نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ قرآن میں ان آیات کا مورد نزول میں ہوں اور جو کچھ قرآن یا پہلی کتابوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عیسیٰ و ابراہیم علیہم السلام کے خطاب میں خدا نے فرمایا ہے اس سے میرا خطاب مراد ہے"

پھر لکھتے ہیں:۔

"ان کو (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ناقل) کامل یقین اور صاف اقرار ہے کہ قرآن اور پہلی کتابوں میں ان آیات میں مخاطب و مراد وہی انبیاء ہیں جن کی طرف ان میں خطاب ہے اور ان کمالات کے محل وہی حضرات ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ان کمالات کا محل ٹھہرایا ہے اپنے اوپر ان آیات کے الہام یا نزول کے دعویٰ سے ان کی مراد یہی ہے کہ وہ صریح الفاظ میں خود ظاہر کر چکے

ہیں ہم اپنی طرف سے اختراع نہیں کرتے) یہ ہے کہ جن الفاظ یا آیات سے خدا تعالیٰ نے قرآن یا پہلی کتابوں میں انبیاء علیہم السلام کو مخاطب فرمایا ہے انہی الفاظ یا آیات سے دوبارہ مجھے بھی شرف خطاب بخشا ہے۔ پر میرے خطاب میں ان الفاظ سے اور معانی مراد رکھے ہیں جو معانی مقصود قرآن اور پہلی کتابوں سے کچھ مغائرت اور کسی قدر مناسبت رکھتے ہیں اور وہ معانی ان معانی کے اظلال و آثار ہیں" (اشاعۃ السنہ جلد ۷ ص۲۱۸ تا ص۲۱۹)

۲۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ شیخ عبد الرزاق صاحب قاشانی حضرت مہدی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:—

"فَلَهُ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ" یعنی مہدی کے لئے مقام محمود ہوگا۔

(شرح فصوص الحکم مصری ص۳۵)

۳۔ شیخ شہاب الدین صاحب سہروردی لکھتے ہیں:—

"وَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِيْ لَا يُشَارِكُهُ فِيْهِ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ اِلَّا اَوْلِيَاءُ اُمَّتِهٖ" (ہدیہ مجددیہ ص۴)

یعنی مقام محمود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاء اور رسل میں سے کوئی شریک نہیں سوائے ان اولیاء کے جو آپ کی امت میں سے ہوں۔

۴۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:—

"انسان ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ ہر رسول اور نبی اور صدیق کا وارث ہو جاتا ہے" (ترجمہ از فتوح الغیب مقالہ ۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:—

والی ورثت المال مال محمدٍ فما انا الّا الہ ا لمتخیر
وانا ورثنا مثل ولد متاعہ فای ثبوت بعد ذالک یجفو

یعنی میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کا وارث بنایا گیا ہوں پس میں آپ کی آل برگزیدہ ہوں جسکو آپ کا ورثہ پہنچا ہم نے اولاد کی طرح آپ کی وارثت پائی۔ اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت (آپ کی روحانی اولاد ہونے کا) پیش کیا جائے۔

۵۔ حضرت خواجہ معین الدین صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
ازیں حضیض ونارت چو بگذری شائد کہ تادنی فتدلی صعود خود بینی
(دیوان معین ص۲۷)

اس میں واضح طور پر مقام دنی فتدلی پانے کا ذکر موجود ہے۔ حالانکہ یہ مقام قرآن مجید میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔
۶۔ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی اپنی کتاب اثبات الالہام کے ص۱۴۲-۱۴۳ پر لکھتے ہیں۔

"اگر الہام میں اس آیت کا القاء ہو جس میں خاص آنحضرت کو خطاب ہے تو صاحب الہام اپنے حق میں خیال کر کے اسکے مضمون کو اپنے حال سے مطابق کریگا اور نصیحت پکڑیگا...... اگر کوئی شخص ایک آیت کو جو پروردگار نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نازل فرمائی ہے اسے اپنے پر وارد کرے۔ اور اس کے امر و نہی اور تاکید و ترغیب کو بطور اعتبار اپنے لئے سمجھے تو بے شک وہ شخص صاحب بصیرت اور مستحق تحسین ہوگا اگر

کسی پر ان آیات کا القا ہو۔ جن میں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطاب ہے مثلاً الم نشرح لک صدرک۔ کیا نہیں کھولا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا و سوف یعطیک ربک فترضی۔ فسیکفیکھم اللہ۔ فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل۔ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ۔ فصل لربک وانحر۔ ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ۔ ووجدک ضالاً فھدی۔

تو بطریق اعتبار یہ مطلب نکالا جائیگا کہ انشراح صدر اور رضا اور انعام ہدایت جس لائق یہ ہے علی حسب المنزلت اس شخص کو نصیب ہوگا اور اس امر و نہی وغیرہ میں اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال میں شریک سمجھا جائیگا"

۷۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں:۔

ثم ترفع الی الملک الاکبر فتخاطب بانک الیوم لدینا مکین امین (فتوح الغیب مع شرح فارسی مقالہ ۲۸)

حالانکہ انک لدینا مکین امین قرآن مجید کی آیت ہے جو حضرت یوسفؑ کے متعلق ہے۔

۸۔ پھر مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی مطبوعہ دہلی کے ص ۱۳۶ پر لکھا ہے کہ۔ مجدد الف ثانی کے سب سے چھوٹے فرزند حضرت شاہ محمد یحیی کے تولد سے پہلے حضرت مجدد صاحب کو الہام ہوا تھا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیی۔ اسی رعایت سے انکا نام محمد یحیی ہوا"

٩- ذیل میں حضرت خواجہ میر درد صاحب دہلویؒ کی تالیف "علم الکتاب" سے وہ آیات پیش کی جاتی ہیں- جو انہیں الہام ہوئیں تحدیث نعمۃ الرب کے عنوان کے ماتحت فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے میرے قلب میں الہام خاص سے یہ حکم دیا ہے کہ :-

"ان احکم بینھم من احکام اللہ تعالیٰ وادعھم الی الطریقۃ المحمدیۃ بما انزل اللہ فی کتابہ من الآیات التی ھی الشاھدات البینات علی حقیتک ولا تتبع اھوائھم واستقم کما امرت- فان تولوا عن طریقتک الحق فقل حسبی اللہ- انما یرید اللہ ان یصیبھم بما وعد للفاسقین و ان کثیراً من الناس لفاسقون- افحکم الجاھلیۃ یبغون فی زمان یحکم اللہ بآیاتہ ما یشاء حسب رضاء رسولہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام علی لسان المحمدیین الخالصین ومن احسن من اللہ حکماً لقوم یومنون .... ھذا امام ربی اللہ ببیانہ وحکمنی ان احکم بہ بینکم فحکمت بحکمۃ بینکم بالقسط ان اللہ یحب المقسطین واراری ربی آیاتہ الکبریٰ واعطانی کلماتہ العلیا وآتانی ھذا الکتاب ونادانی بالخطاب حیث قال لی یا خلیفۃ اللہ و یا آیۃ اللہ- انی شھدت بعبودیتک فاشھد انت بالوھیتی وانک عبدی ومقبولی ومقبول رسولی قلت یا رب اشھد ان لا الٰہ الا انت واشھد انک علیٰ کل شئی شھید ...... قال یا عبد اللہ ویا عارف باللہ انی جعلتک مظھراً جامعاً لکل ظھور انی فاذھب

بایاتی الی کل مخلوقاتی ودعوتک من الجمع الالٰھی
والجمع المحمدی فمن اطاعک فقد اطاع
اللہ والرسول قلت یارب قبلت جمیع احکامک.........
وقال یا مورد الواردات ویا مصدر الایات انا جعلنک
آیۃ للناس لعلھم یرشدون ولکن اکثر الناس
لایعلمون. قلت یارب تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی
نفسک ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک
انت العزیز الحکیم۔ وقال لو کانت الحقیقۃ زائدۃ مما
کشف علی لاظھرھا اللہ علی لانہ تعالیٰ اکمل لی الدین
واتم علی نعمتہ ورضی لی الاسلام دینا ولو کشف الغطا
ما ازددت یقیناً ان ربی لذو فضلٍ عظیم" (علم الکتاب ص۶۱)
پھر ص۶۲ پر فرماتے ہیں۔
وقال بالالھام الشافی اذھب بکتابی ھذا واکتب
الایات فی کتابک والقہ الی الناس ثم تول عنھم بالتجاھل
العارف فانظر ماذا یرجعون۔ ایرجعون الی الانکار او
یاتوننی مسلمین۔ وانذر عشیرتک الاقربین بانزار اللہ ورسولہ
واخفض جناحک بالمحبۃ والتواضع لمن اتبعک من
المومنین فیا ایھا المحمدیون الخالصون ایدنی ربی
بتائید الروح الامین لاکون بنصرتہ تعالیٰ وعنایۃ رسولہ

عليه السلام من المنذرين والمبشرين بلسان عربي مبين
وانه لهدى ورحمة للمومنين وانى توكلت على الله ربى وفوضت
امرى اليه والله يحب المتوكلين وهو يهدى من يشاء ويجعله
المهدى بين المخلصين ويضل من يشاء بانكار الطريقة المحمدية
ويجعله من المنكرين والمجرمين فانظروا كيف كان عاقبة
المجرمين۔ وقال لى بالرافة الربانية لا تحزن عليهم ولا
تكن فى ضيق مما يمكرون انما هم مكروا بالنفاق ومكر الله
ان يمدهم فى طغيانهم والله خير الماكرين وما انت بهادى
العمى عن ضلالتهم ان تسمع الا من يومن بآياتنا فهم مسلمون
فالذين يصدقونك انما يومنون بآياتنا والذين يكذبونك
بالجهالة فاعلم ان الناس كانوا بآياتنا لا يوقنون۔ هذا ما
ايدنى ربى بآياته القرانية والمنكرون لا يومنون حتى
اذا جاء وفى المحشر وقال الله تبارك وتعالى اكذبتم بآياتى
ولم تحيطوا بها علماً ووقع القول عليهم بما ظلموا فهم لا ينطقون
والله عليم بالمفسدين وبشر الذين آمنوا بآياته واختاروا
المهدية الخالصة ان لهم جنات تجرى من تحتها الانهار
خالدين فيها ابداً والله لا يضيع اجر المحسنين......
فانى لا اقول الا ما امرنى به ربى وانه خصصنى برحمته الخالصة
وهو ارحم الراحمين ولقد القى الله على قلبى من آيات

بینات مع انی لست بحافظ القرآن ویضرب مثلاً من
الذین خلوا من قبلکم ویعظ موعظۃً للمتقین[25] فاتقوا
اللہ واطیعون وما اسئلکم[26] علیہ من اجر ان اجری الا
علی رب العالمین۔ قال مکذبون سواء علینا[27] اوعظت
ام لم تکن من الواعظین۔ وقالوا انک لست من الاولیاء
المقربین وما آتاک اللہ من العلم الا قلیلاً[28] وما انت الا
بشرٌ مثلنا انا نظنک لمن الکاذبین وتکون بالاولیاء
کرامات وتصرفات فاسقط علینا کسفاً من السماء ان کنت
من الصادقین ویلٌ للمکذبین سیرون کیف تکون
عاقبۃ للمفسدین افلا یعقلون انما ھی آیات القرآن
تتلی علیھم ما ھذا الا کتاب بین وھذا من فضل
ربی وھو یختص بفضلہ من یشاء من عبادہ المؤمنین

مذکورہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد آیات کو بذریعہ الہام اپنے مومنین اور اپنے مخالفین پر چسپاں کیا ہے اور ان میں کئی آیات ایسی ہیں جو قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے۔ مگر خواجہ صاحب نے یہاں ان کو اپنے آپ پر وارد کیا ہے۔

مولف رسالہ "قرآن قادیانی" نے ایک احمدی کا شعر ؎

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں۔ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان

پیش کر کے یہ دہوکہ دیا ہے کہ گویا جماعت احمدیہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حضور کے آقا اور مطاع ہیں افضل سمجھتی ہے۔

اس شعر کے متعلق ہم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا جواب درج کرتے ہین جو حضور نے ایک استفسار پر رقم فرمایا:۔

استفسار

حضور نے اپنے لیکچر ذکر الٰہی کے ص۱۹ پر ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کو درجہ اور شان کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھنا مین کفر سمجھتا ہوں مگر اکمل صاحب ایک نظم میں لکھتے ہیں ؎

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں۔ اور آگے سے ہیں بڑھکر اپنی شان میں

کیا اس شعر کا مضمون حضور کے عقائد کے خلاف نہیں"

حضور کا جواب

"اگر اسکا مطلب یہ ہے کہ درجہ مین بڑے ہیں تو یقیناً کفر ہے لیکن اگر مراد یہ ہے کہ اس زمانہ میں اشاعت دین زیادہ ہوئی۔ تو یہ مطابق قرآن کریم ہے مگر اسے لفظ پھر بھی ناپسندیدہ اور بے ادبی کے ہیں"۔

الفضل ۱۹ اگست ۱۹۳۴ء ص۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر برتری کا الزام اور اسکی تردید

مولف "قرآن قادیانی" نے ایک بہت بڑا ظلم اور افتری یہ کیا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا دعوی کیا۔

اس ضمن میں معترض نے ایک بات یہ لکھی ہے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کے کل اور سب کے سب معجزات تین ہزار بتائے ہیں اور اپنے تین لاکھ سے اوپر بتائے ہیں۔ یہ معترض کی دہوکہ دہی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور نشانات تین ہزار نہیں بلکہ بے شمار بیان کئے ہیں اور اپنے ذریعہ ظاہر ہونے والے تمام نشانات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی نشان بتایا ہے چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

"ہمارے سید و مولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین ہزار سے زیادہ معجزات ہوئے ہیں اور پیشگوئیوں کا تو شمار نہیں"...... چشمہ مسیحی ص ۱۳ پھر فرماتے ہیں۔

"اسلام تو آسمانی نشانوں کا سمندر ہے کسی نبی سے اسقدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جسقدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کیونکہ پہلے نبیوں کے معجزات ان کے مرنیکے ساتھ ہی مرگئے مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ سلم کے معجزات اب تک ظہور میں آرہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہینگے جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کے معجزات ہیں"۔
تتمہ (حقیقۃ الوحی ص ۳۵) نیز فرمایا:۔

"ہم کافر نعمت ہونگے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبی کے ذریعہ سے اور اسکے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اسکا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے اس آفتاب ہدائت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جبتک کہ ہم اسکے مقابل پر کھڑے ہیں"۔

(حقیقۃ الوحی صـ۱۱۶) نیز فرمایا:۔ "والنسبۃ بینی وبینہ کنسبۃ من علّم وتعلّم"

یعنی میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معلم اور متعلم کی نسبت ہے (خطبہ الھامیہ صـ۱۷۱)

پھر فرماتے ہیں:۔

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لیکر جھوٹ بولنا سخت بد ذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے اسکی پیروی سے اور اسکی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پر ہوتے ہوئے پایا......اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کیساتھ آپ کو اسطرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جسکی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اسکی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں"۔ (تریاق القلوب صـ۶ طبع اول

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا وجود اپنے آقا اور مطاع کی متابعت میں پیش کیا ہے اور جو نشانات یا معجزات آپ کے ذریعہ ظاہر ہوتے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی نشان بنایا ہے۔ اسطرح چشمہ مسیحی میں تو حضور نے یہانتک لکھا ہے۔

کہ میرے ذریعے جو نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے

چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے۔ کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہو گئی اور معجزات نابود ہو گئے اور اُن کی امت خالی اور تہیہ دست ہے صرف قصے ان لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی منقطع نہیں ہوئی اور نہ معجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملین امت جو شرف اتباع سے مشرف ہیں ظہور میں آتے ہیں اسی وجہ سے مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ خدا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس شہادت کے پیش کرنے کے لیے یہی بندہ حضرت عزت موجود ہے اور اب تک میرے ہاتھ پر ہزار ہا نشان تصدیق رسول اللہ اور کتاب اللہ کے بارہ میں ظاہر ہو چکے ہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک مکالمہ سے قریباً ہر روز میں مشرف ہوتا ہوں"

چشمہ مسیحی ص ۱۳

اس کے باوجود کسی شخص کا یہ اعتراض کرنا کہ آپ نے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افضلیت کا دعویٰ کیا ہے۔ بد دیانتی افترا اور ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔

دیگر مغالطات

اور

ان کی تردید

یوں تو مؤلف "قرآن قادیانی" نے اپنے تمام رسالہ میں ہی جا بجا مغالطات۔ دھوکہ دہی۔ فریب اور بددیانتی سے کام لیا ہے۔ مگر آخر میں آکر تو اس نے اس کی انتہا کر دی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ الزامات لگائے کہ گویا آپ نے اپنے آپ کو نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کا بیٹا خدا تعالیٰ کا بھائی اور خدا کہا ہے۔ اس ضمن میں معترض نے جن الہامات کا ذکر کر کے اس سے یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اسے ہم ترتیب وار معہ جواب کے درج کرتے ہیں۔ معترض نے تذکرہ صفحہ ۳۶۱ کے حوالے سے لکھا ہے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متعلق یہ لکھا ہے کہ میں خدا کا پانی ہوں، حالانکہ اصل الہام جو عربی میں ہے یوں ہے۔ اَنْتَ مِنْ مَّاءِنَا یعنی تو میرے پانی سے ہے۔ مگر معترض کی بددیانتی دیکھیے کہ اس نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے

"میں خدا کا پانی ہوں" - خدا کے پانی سے ہونے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تشریح فرمائی ہے کہ :-
اس جگہ پانی سے مراد ایمان کا پانی - استقامت کا پانی - تقویٰ کا پانی - وفا کا پانی - صدق کا پانی - حب اللہ کا پانی ہے جو خدا سے ملتا ہے - اور فشل بزدلی کو کہتے ہیں - جو شیطان سے آتی ہے"

انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۵۶

"ہدایت آسمانی الہام اور وحی کو بھی خدا تعالیٰ کا پانی کہا گیا ہے چنانچہ قرآن مجید میں جہاں جہاں الہام اور وحی نازل کرنے کا ذکر ہے اس کے ساتھ آسمان سے پانی نازل ہونے کا بھی ذکر آتا ہے انہی معنوں کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

اک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر!
پھیر دے اے میرے مولا اس طرف دریا کی دھار

دوسرے نمبر پر معترض نے تذکرہ صفحہ ۳۷۴ کے حوالے سے یہ اعتراض کیا ہے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ نعوذ باللہ "میں خدا کے بیٹوں کے برابر ہوں" حضور کا اصل الہام یوں ہے "اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ" یعنی تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے - اس کی تشریح میں حضور فرماتے ہیں :-

"خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ

اولادی۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃٍ لَا یَعْلَمُھَا الْخَلْقُ
یعنی تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے اور تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ تب مولویوں نے اپنے کپڑے پھاڑے کہ اب کفر میں کیا شک رہا اور اس آیت کو بھول گئے فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ آبَاءَکُمْ"

(چشمہ مسیحی ص۳۵ حاشیہ)

پس حضور کا یہ الہام کہ تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے آیت فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَاءَکُمْ کے مطابق ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے باپوں کی طرح یاد کرو۔ جس طرح اس آیت میں خدا کا باپ ہونا یا اس کی مخلوق کا بیٹے ہونا مراد نہیں بلکہ تمثیلی رنگ میں خدا اور بندے کے تعلق کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح فرمانبردار بیٹا اپنے باپ کے تمام خصائل کو اپنے اندر لے لیتا ہے اور پوری اطاعت کرتے ہوئے اس کے مقاصد کو پورا کرتا اور اس کے نام کو بلند کرتا ہے اسی طرح تیرے ذریعہ میرا نور دنیا میں ظاہر ہوا۔ اور میرا نام چمکا۔

اس الہام کی مزید تشریح کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔
"یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں

خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں لیکن یہ فقرہ (یعنی اَنْتَ مِنّی بمنزلۃ
اولادی) اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے خدا تعالیٰ
نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہاتھ قرار دیا
ہے اور فرمایا یدُ اللہ فوق ایدیھم ایسا ہی بجائے
قُل یعبادِ اللہ کے قُل یعبادِی کہا اور یہ بھی فرمایا
فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم پس اس خدا کے
کلام کو ہوشیاری اور احتیاط سے پڑھو اور از قبیل متشابہات
سمجھ کر ایمان لاؤ۔ اور اس کی کیفیت میں دخل نہ دو اور حقیقت
حوالہ بخدا کرو۔ اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے
تاہم متشابہات کے رنگ میں بہت کچھ اس کے کلام میں پایا جاتا ہے
پس اس سے بچو کہ متشابہات کی پیروی کرو اور ہلاک ہو جاؤ۔ اور
میری نسبت بیّنات میں سے یہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔
قُل انما انا بشرٌ مثلکم یوحیٰ الیّ انما الٰھکم
الٰہ واحدٌ والخیرُ کلہ فی القرآن"

(تذکرہ صفحہ ۳۹۷ حاشیہ)

حضور کی اس نصیحت کو مدنظر رکھتے ہوئے مخالفین کو چاہیے کہ
متشابہات پر اعتراض کرکے لوگوں کو دھوکہ نہ دیں اور نہ اپنی ہلاکت
کا موجب بنیں۔ بلکہ انھیں چاہیے کہ حضور کے الہامات کو حضور کی
تشریح اور قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں دیکھیں۔ حدیث میں آتا ہے

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ۔ مشکوۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق (صفحہ ۴۲۵ مجیدی)
یعنی تمام مخلوق خدائے تعالیٰ کا کنبہ ہیں پس سب سے اچھا انسان وہ ہے جو خدا کے کنبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔
تو کیا یہاں بھی "مؤلف قرآن قادیانی" کی ذہنیت کے مطابق وہی معنے لیے جائینگے۔ جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام پر اعتراض کرتے وقت لیے ہیں۔ اور کیا اس سے یہ مراد لی جائیگی کہ تمام مخلوق خدا کی اولاد ہے۔
تیسرے نمبر پر معترض نے جو اعتراض کیا ہے اس کا جواب بھی وہی ہے جو ہم ابھی عرض کر چکے ہیں۔
چوتھے نمبر پر معترض نے یہ لکھا ہے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو خدا کا بھائی کہا ہے۔ معترض نے جس الہام سے یہ استدلال کیا ہے۔ وہ یہ ہے:۔
"اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْن"
اس کی تشریح بھی حضور نے خود ہی فرما دی:۔
"یعنی تو میرے دین کی نصرت کرتا ہے۔ جیسے ہارون موسیٰ کی نصرت کرتا تھا"۔ تذکرہ صفحہ ۴۹
ناظرین غور فرمائیں کس لفظ سے معترض نے یہ مطلب نکالا ہے کہ

"میں خدا کا بھائی ہوں" کیا یہ بد دیانتی نہیں کہ بات کا مطلب قائل کے مفہوم سے بالکل خلاف لیا جائے۔

پانچویں نمبر پر بھی معترض نے یہی بد دیانتی کی ہے اور اعتراض کیا ہے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ "میں خدا کا عرش ہوں" حالانکہ الہام کے الفاظ یہ ہیں:۔

"انت منّی بمنزلة عرشی"

یعنی تو میرے نزدیک بمنزلہ میرے عرش کے ہے تذکرہ صفحہ ۶۷۹

"بمنزلہ" کا لفظ یہ ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے کہ اصل چیز کی نفی ہے۔ یعنی عرش نہیں بلکہ بمنزلہ عرش۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کا عرش خدا کے جلال اور نور کو ظاہر کرنے والا ہے اسی طرح حضور علیہ السلام کے ذریعہ بھی خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہوا۔ اور اس کا نور چمکا۔

چھٹے نمبر پر معترض نے یہ لکھا ہے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ "میں خدا کی توحید اور تفرید ہوں" اور پھر معترض نے بریکیٹ میں اس کی تشریح یہ کی ہے کہ "عین ذات واحد الوجود"

ہمیں معترض کی بد دیانتی پر بار بار افسوس آتا ہے کہ اس نے ہر جگہ سے "بمنزلہ" کا لفظ حذف کر کے الہامات کا مفہوم بالکل بگاڑ کر پیش کیا ہے سمجھ میں نہیں آتا اس چالاکی سے معترض کا آخر مقصد کیا

ہے۔ ہمارے لیے تو یہ چیز بہت مفید اور تبلیغ کا موجب ہے کیونکہ جب کوئی انصاف پسند اصل حوالجات دیکھے گا تو وہ معترض کی بدیانتی پر نفرین کریگا اور ممکن ہے یہ چیز اسے مزید مطالعہ کرنے اور حق کو قبول کرنے کی محرک ثابت ہو۔

حضور کا الہام یوں ہے :۔

"انت منی بمنزلة توحیدی و تفریدی"

حضور نے اس کی یوں تشریح فرمائی ہے کہ :۔

"تو مجھ سے ایسا ہی قرب رکھتا ہے اور ایسا ہی میں تجھے چاہتا ہوں جیسا کہ اپنی توحید اور تفرید کو" اربعین ۳ صـ۲۵

ساتویں نمبر پر معترض نے یہ لکھا ہے۔ کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو "خدا کا بروز" کہا ہے۔ یہاں بھی بمنزلة کا لفظ معترض نے حذف کر دیا ہے۔

الہام یوں ہے ـــــ انت منی بمنزلة بروزی"

حضور نے اس کی خود ہی یہ تشریح فرمائی ہے کہ :۔

"تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہو گیا۔ یعنی تیرا ظہور بعینہ میرا ظہور ہے" تذکرہ صـ۴۷۶ اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ظہور اس کے مامورین کے ذریعہ ہی ہوتا ہے مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام انت منی

بمنزلۃ بروزی پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ خود مسلمانوں میں اس قسم کی اصطلاحات رائج ہیں ۔ یہاں تک کہ ہر مسلمان کو خدا کا نائب کہنے میں کچھ بھی مضائقہ نہیں سمجھا جاتا ۔ چنانچہ روزنامہ تنویر لکھنؤ ۵ ر نومبر ۱۹۴۶ء (سنڈے ایڈیشن) میں ایڈیٹر صاحب نے جو ایڈیٹوریل لکھا ہے ۔ وہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے :-

" مسلمان دنیا میں عیش و مسرت منانے کیلئے ۔ راگ رنگ چاہنے کے لیے ۔ تفریحی مشاغل اور لہو و لعب میں عمر گذارنے کیلئے نہیں بھیجا گیا ۔ وہ خدا کا نائب ہے " صلا کالم اول

آٹھویں نمبر پر معترض نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام اترا ہیں (یعنی خدا تیرے اندر اتر آیا) پر اعتراض کیا ہے ۔ معترض کو غالباً بخاری کی وہ حدیث قدسی یاد نہیں جس میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے ۔ اور ایک مقام پر یہ قرب اس درجہ تک پہونچ جاتا ہے کہ میں اس کے ہاتھ ۔ کان ۔ آنکھیں ۔ اور پاؤں بن جاتا ہوں " اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام میں بھی آپ کے اندر خدا تعالیٰ کے نزول سے مراد ۔ خدا کے نور ۔ خدا کی ہدایت ۔ معرفت اور علوم الٰہیہ کا نزول مراد ہے ۔ کیا معترض کا عقیدہ یہ ہے کہ پہلے انبیاء اور ماموریں کے دل پر خدا تعالیٰ کا نزول نہیں ہوا ؟

نویں نمبر پر معترض نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کشف پر اعتراض

کیا ہے جس میں حضور فرماتے ہیں کہ "میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں خدا ہوں"
ظاہر ہے کہ یہ ایک خواب ہے اور خواب تعبیر طلب ہوتی ہے۔ تعبیر کی مشہور کتاب
تعطیر الانام میں لکھا ہے:۔

من رای فی المنام کانہ صار الحق سبحانہ وتعالی
اھتدی الی الصراط المستقیم"

(تعطیر الانام ص۹)

یعنی جو شخص خواب میں یہ دیکھے کہ وہ خدا بن گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ
خدا تعالیٰ اس کو ہدایت کی منزل مقصود تک پہنچائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس کشف کی خود تشریح فرمائی ہے
فرماتے ہیں:۔ "لا نعنی بھذہ الواقعۃ کما یعنی فی کتب اصحاب
وحدۃ الوجود وما نعنی بذالک ما ھو مذھب الحلولیین
بل ھذہ الواقعۃ توافق حدیث النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اعنی بذالک حدیث البخاری فی بیان مرتبۃ
قرب النوافل لعباد اللہ الصالحین"

(تذکرہ صفحہ ۱۹۶)

یعنی میں اس کشف سے وحدت الوجودیوں کی طرح یہ معنے نہیں لیتا کہ میں خود
خدا ہوں اور نہ حلولیوں کی طرح یہ کہتا ہوں کہ خدا مجھ میں حلول کر آیا، بلکہ
میرے خواب کا وہی مطلب ہے جو بخاری کی قرب بالنوافل والی حدیث کا
ہے۔ کہ بندہ نوافل کے ذریعہ میرا اتنا قرب حاصل کر لیتا ہے کہ میں اس کے کان
بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ
دیکھتا ہے۔ ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ پاؤں بن جاتا ہوں

من سے وُہ چلتا ہے۔ (دیکھیے بخاری کتاب الرقاق۔ باب التواضع)

دسویں نمبر پر معترض نے نہایت ہی احمقانہ اعتراض کیا ہے۔ کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے (نعوذ باللہ من ذالک) اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کا باپ کہا ہے۔ اور استدلال یوں کیا ہے کہ چونکہ حضور کے فرزند ارجمند کے متعلق الہام الٰہی میں یہ کہا گیا ہے کہ کانّ اللہ نزل من السماء۔ اس لیے آپ کا فرزند خدا اور آپ خدا کے باپ ٹھہرے۔ اس اعتراض پر ہم لعنۃ اللہ علی المفترین کے سوا اور کیا کہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کانّ اللہ نزل من السماء کا مطلب اس کے ساتھ ہی الہام الٰہی کی عبارت میں موجود ہے کہ:-
”جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا“ تذکرہ ۱۴۲
اگر معترض کے دل میں نہ خدا کی عزت ہے نہ اس کے نام کا احترام۔ اس لیے اس نے جو دل میں آیا لکھ دیا۔ کوئی پوچھنے والا تھوڑا ہی ہے۔ مگر ایسے معترضین کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس قسم کا مذاق خدا سے دوری اور ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔

گیارہویں نمبر پر معترض نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ اعتراض کیا ہے آپ کا نام الہام الٰہی میں کلمۃ الازل رکھا گیا ہے۔ اگر معترض کو قرآن مجید کی تھوڑی سی بھی واقفیت ہوتی تو وہ یہ اعتراض کبھی نہ کرتا خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والا ہر امر۔ خدا تعالیٰ کا کلمہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے نشانات کو بھی کلمات الٰہی کہا گیا ہے پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمۃ الازل ہونے پر یہ اعتراض کیسا۔ خدا

تعالیٰ کا وہ الہام جس میں حضور کا نام کلمۃ الازل رکھا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگلی عبارت میں اس کے معنے اور تشریح بھی الہام ہی میں بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

"تو کلمۃ الازل ہے پس تو مٹایا نہیں جائے گا۔ .... میں تجھے عزت دونگا اور تیری حفاظت کروں گا" (تذکرہ صفحہ ۳۰۳، ۳۰۴)

بارھویں نمبر پر معترض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متعلق یہ فرمایا ہے کہ "میں خدا کی فیلنگ ہوں" حالانکہ اصل الہام یوں ہے:-

"خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا"

مگر بددیانتی کرتے ہوئے معترض نے اس فقرہ کو یوں بدل دیا کہ:-

"میں خدا کی فیلنگ ہوں" حاشیہ میں اس الہام کی تشریح جو حضور نے بیان فرمائی ہے۔ اس میں خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر کے معنے حضور نے خود ہی واضح فرما دیے ہیں حضور تحریر فرماتے ہیں:

"یہ وحی الٰہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے۔ اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کیلئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی"

"تذکرہ صفحہ ۵۹۶ حاشیہ"

ناظرین غور فرمائیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر سے کیا مراد لی ہے۔ اور اس کی کیا تشریح فرمائی ہے۔ پھر مؤلف "قرآن قادیانی" کی دھوکہ دہی کا نمونہ ملاحظہ ہو کہ اس نے اس کے یہ معنے بیان کیے ہیں "گویا حضور نے اپنے آپ کو خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر کہا ہے"

جا بجا اس قسم کے مغالطات کو مدنظر رکھتے ہوئے پھر معترض کی اس تعلّی اور چیلنج کی طرف دیکھیے کہ:- "اگر کوئی قادیانی یہ ثابت کر دے کہ اس کتاب میں جو حوالے دیے گئے ہیں وہ یا ان کے معنے غلط ہیں۔ تو ہم ان کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ جس کسی کو غلط ثابت کر دے تو ہم اسے فی حوالہ دس روپے انعام دینے کو تیار ہیں مگر یہ بھی یاد رہے کہ قیامت تک کوئی قادیانی اس قرآن قادیانی کے کسی ایک حوالے کو بھی غلط ثابت نہیں کر سکتا اور ہرگز ہرگز غلط ثابت نہیں کر سکتا۔"

مگر معترض نے "قیامت تک" کے الفاظ استعمال کر کے اس میں ایک گنجائش رکھ لی ہے۔ اب جب ہم نے اس کے متعدد مغالطات تحریفات اور بددیانتیوں سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ اس ذلت اور رسوائی کی وجہ سے مجھ پر قیامت آگئی۔ اس لیے اب میں اس چیلنج پر قائم نہیں۔

میرے خیال میں مؤلف "قرآن قادیانی" کی یہ تاویل قابل قبول ہوگی کیونکہ ان کا چیلنج جس قیامت تک تھا۔ وہ قیامت ان پر آ چکی ہے۔

تیرھویں نمبر پر معترض نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "یتم اسمک ولا یتم اسمی" (یعنی تیرا نام پورا ہو جائے گا اور میرا نام پورا نہیں ہوگا) پر اعتراض کیا ہے۔ اس کی تشریح بھی حضور علیہ السلام نے

خود ہی فرما دی ہے۔ حضور فرماتے ہیں :- "ای انت فان ینقطع تحمیدک ولا ینتھی محامد اللہ فانھا لا تعدُ ولا تحصیٰ"

یعنی اس الہام کا مطلب یہ ہے کہ اے احمد تو فوت ہو جائے گا۔ اور تیرے کمالات اور محامد ختم ہو جائینگے۔ مگر خدا کے محامد ختم نہیں ہونگے کیونکہ وہ لا تعداد اور بیشمار ہیں" (براہین احمدیہ حصہ دوم ص۲۴۲ حاشیہ در حاشیہ)

پھر حضور خطبہ الہامیہ میں ص۱ پر فرماتے ہیں :-

"اذا انار الناس بنور ربہ او بلّغ الامر بقدر الکفایۃ فحینئذٍ یتمّ اسمہ ویدعوہ ربّہٗ و یرفع روحہ الیٰ نقطتہ النفسیۃ"

یعنی جب خدا کا مامور مخلوق کو خدا تعالیٰ کے نور سے منور اور روشن کر چکتا ہے۔ اور امر تبلیغ کو بقدر کفایت پورا کر چکتا ہے تو اس وقت اس کا نام پورا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کا رب اس کو اپنے پاس بلا لیتا ہے اور اس کی روح کو اس کے نقطہ نفسی کی طرف اٹھا لیتا ہے۔"

چودھویں نمبر پر معترض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس خدا تعالیٰ انسانی شکل میں آیا اور آپ کے گلے میں ہاتھ ڈالے

انسانی صورت کے الفاظ معترض نے اپنی طرف سے بڑھا لیے ہیں۔ کشف میں یہ الفاظ نہیں چنانچہ اصل کشف یوں ہے

حضور فرماتے ہیں :

"میں نے ایک دفعہ کشف میں اللہ تعالےٰ کو تمثل کے طور پر دیکھا،

میرے گلے میں ہاتھ ڈال کر فرمایا

"جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو"

تذکرہ صفحہ ۶۶۱، ۶۶۲

پس اس جگہ تو انسانی صورت میں خدا تعالیٰ کے ظاہر ہونے کا کہیں ذکر نہیں۔ مگر ہم معترض سے پوچھتے ہیں کہ اس حدیث کے متعلق اس کا کیا فتویٰ ہے جو الیواقیت و الجواہر جلد اول صـ۷۱ مصری میں یوں درج ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"رائت ربی فی صورۃ شاب امرد اقطط لہ وفرۃ من شعر وفی رجلیہ نعلان من ذھب"

یعنی میں نے اپنے رب کو ایک بے ریش نوجوان کی شکل میں دیکھا کہ اس کے لمبے لمبے اور گھنے بال ہیں۔ اور اس کے دونو پاؤں میں سونے کی جوتیاں ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ امام ملا علی قاری رضؓ کا یہ فتویٰ ہے کہ سوائے معتزلہ کے اس حدیث کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

(دیکھیئے موضوعات کبیر صـ۴۶)

نیز بحر المعانی صـ۶۴ میں حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کشف درج ہے کہ:۔

"رائت رب العزۃ فی المنام علیٰ صورۃ اُمّی"

یعنی میں نے خدا کو اپنی والدہ کی صورت میں دیکھا۔

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند

کا ایک خواب یوں لکھا ہے کہ انھوں نے بچپن میں یہ خواب دیکھا کہ
"گویا میں اللہ جل شانہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں۔ ان کے
دادا نے یہ تعبیر فرمائی کہ تم کو اللہ تعالے علم عطا فرمائے گا
اور بہت بڑے عالم ہو گے اور نہایت شہرت حاصل ہو گی"
دیکھیے سوانح عمری مولوی محمد قاسم صاحب
مؤلفہ مولوی محمد یعقوب نانوتوی صفحہ ۳

الیواقیت والجواہر میں لکھا ہے:۔
"انك ترى فى المنام واجب الوجود الذى
لايقبل الصُّوَر فى صورة يقول لك مُعبّر
المنام صحيح ما رائت ولكن تاويله كذا
وكذا"

جلد ۱ صفحہ ۱۶۳

یعنی اگر تم میں سے کوئی خواب میں خدا تعالیٰ کو کسی شکل میں
دیکھے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی کوئی مادی شکل نہیں ہے۔ اور وہ
ہر قسم کی صورتوں سے بالا ہے۔ تو اس کی تعبیر میں معبر تمھیں
بتائے گا کہ گو خدا تجسم سے پاک ہے مگر تمھاری خواب درست
اور صحیح ہے اور اس کی یہ یہ تعبیر ہے
پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشف میں تمثیلی طور
پر خدا تعالیٰ کو دیکھنا قابل اعتراض نہیں۔

پندرہویں نمبر پر معترض نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام پر اعتراض کیا ہے کہ :- "خدا قادیان میں نازل ہوگا۔ حالانکہ اس میں کوئی بات بھی قابل اعتراض نہیں۔ خدا تعالیٰ کوئی مادی وجود تو ہے نہیں کہ اس کے اترنے سے مراد اس کے وجود کا اترنا لیا جائے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا نور اس کی معرفت اور اس کی ہدایت نازل ہو گی۔

مولف "رسالہ" قران قادیانی" کی مفتریات کی تان یہاں آکر ٹوٹی ہے کہ صاحب باقی سب باتوں کو چھوڑیئے۔ ہم نے اپنے رسالہ قرآن قادیانی میں جو کچھ لکھا یونہی صفحات سیاہ کئے۔ اور وقت ضایع کیا۔ اصل بات تو یہ ہے کہ مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) مالیخولیا اور مراق تھا۔ انھوں نے جو کچھ لکھا اور کہا سب اس بیماری کی نتیجہ میں تھا۔

مذکورہ بالا مفہوم ہم نے مولف قران قادیانی کی طرف اس لیے منسوب کیا ہے کہ اگر وہ فی الواقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مالیخولیا اور مراق میں مبتلا سمجھتے ہیں تو یقیناً ان کو بھی کہنا پڑیگا کہ ایسے شخص کی مخالفت بالکل بیکار وقت کو ضایع کرنا اور اپنے پاگل پن اور جنون پر آپ مہر کرنا ہے کیونکہ کوئی عقلمند آدمی دنیا کے طبقہ پر ایسا نہیں جو کسی مجنوں اور دیوانے شخص کی ہر بات کی تردید کرتا پھرے۔ اور اسکی زبان اور قلم دن رات ایک دیوانے کی باتوں کی تردید میں لگی رہے۔ پس دو باتوں میں سے ایک یقینی ہے یا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تردید میں طرح طرح کے فریب۔ دھوکا تحریف اور بد دیانتی سے کام لیتے ہوئے مضامین اور رسائل لکھنا اور

تقریریں کرتے کرتے زبانیں خشک کر لینا محض حماقت ۔ جنون اور پاگل پن کی علامت ہے کیونکہ جس شخص کو دیوانہ سمجھا جائے اس کی باتوں پر اعتراض کرنے اور اسکی باتوں کی تردید کرنے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جنون کا الزام لگانا ایک ایسا بہتان ہے ۔ جسکے متعلق خود مخالفین کے دل بھی جانتے ہیں کہ یہ محض ہمارا افترا ہے جو ہم نے دنیا کو دھوکا دینے کی نیت سے گھڑا ہے ورنہ جس مامور کے متعلق ہم یہ سب کچھ کہہ رہے ہیں اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والا پر شوکت کلام ۔ اسکی ٹھوس اور مدلل تحریرات اسکی زبان سے نکلے ہوئے پر حکمت اور روحانیت بخش کلمات اور اس کا اقتضائے زمانہ کے عین مطابق جاری کیا ہوا نظام یہ سب چیزیں ایسی ہیں ۔ جو دنیا کے تمام باطل مذاہب کو کھا جانے والی اور تمام غیر فطری نظاموں کو درہم برہم کر دینے والی ہیں ۔ اس لیے اگر ہم اپنی عزت اپنا نام اور اپنی روٹی کا سامان باقی رکھنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم اس کی مخالفت کریں ۔ اگرچہ ہمیں اس کوشش میں جھوٹ فریب ۔ جعلسازی اور طرح طرح کے منصوبوں سے ہی کام کیوں نہ لینا پڑے ۔ ورنہ غور تو کیجئے اگر وہ سچ مچ حضور علیہ السلام کو ایسا ہی سمجھتے تو کیا کبھی کسی دیوانے کی ایسی مخالفت ہوئی ہے کہ بڑے بڑے عالم فقیہ سیاستدان اور قوم کے لیڈر کہلانے والوں نے اس دیوانے کی مخالفت میں اپنی زندگیاں حرام کر لیں ۔ مخالفت میں مضامین ۔ رسائل اور کتب لکھتے لکھتے ان کے قلم گھس گئے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مخالفت

کی آگ بھڑکانے کے لیے وہ دیوانوں کی طرح چکر لگاتے ہوئے تقریریں کرتے کرتے ان کی زبانیں خشک ہو کر ان کے حلق میں پھنس گئیں۔ کوئی منصوبہ نہیں جو انہوں نے اس "دیوانے" کی مخالفت میں نہ باندھا ہوا۔ کوئی فریب اور مغالطہ نہیں جو انہوں نے لوگوں کو اس "دیوانے" سے باز رکھنے کے لیے نہ دیا ہو زیادہ نہیں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جنون کا الزام لگانے والوں سے اتنا پوچھتے ہیں صرف اتنا بتا دو کہ کیا کسی "مجنون" کے متعلق کافر خارج از اسلام مرتد اور واجب القتل وغیرہ کے فتوے جاری کرنا جائز ہے اور اگر نہیں تو کیا تمہارے اندر یہ جرأت ہے کہ چودھویں صدی کے ان "مفتیوں" کو تم غلط کار یا مجنوں کہو۔ جنہوں نے تمہارے خیال کے مطابق ایک مجنون کے متعلق فتوے دیئے۔ پس یہ دونوں راستے تمہارے لیے کھلے ہیں۔ جو چاہو اختیار کر لو۔ یعنی اگر تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جنون کا الزام لگانا چاہتے ہو تو پہلے حضور کے تمام مخالفین کی دیوانگی اور جنوں پر مہر کر لو۔ اور اگر تم اپنی دیوانوں کی طرح دن رات کی کوششوں منصوبہ بازیوں حیلوں اور فتووں کو درست کہنا چاہتے ہو۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ الزام لگانے سے باز رہو۔

مگر تم کس طرح باز رہ سکتے تھے یہ تو خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ اسکے ماموریں کو مجنون اور دیوانہ کہا جاتا ہے ہر نبی کے مخالفین نے اپنے اپنے زمانہ کے مامور پر یہ الزام لگا کر خود اپنے پاگل ہونے کا ثبوت دیا۔ آخر نتیجہ یہی نکلتا رہا کہ "یہ عقلمند" اور "دانا" کہلانے والے ناکام و نامراد رہے اور جس کا نام

انھوں نے دیوانہ کہا وہ دنیا کے راہنما اور نجات دہندہ ثابت ہوئے یہی حال اس
زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین کا بھی ہوگا انشاء اللہ
چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "ٹھٹھا کرو۔ جسقدر چاہو۔ گالیاں
دو۔ جسقدر چاہو اور ایذا اور تکلیف دہی کے منصوبے سوچو جسقدر چاہو
اور میرے استیصال کے لیے ہر قسم کی تدبیریں اور مکر سوچو جسقدر چاہو
پھر یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمھیں دکھلا دیگا کہ اسکا ہاتھ غالب ہے" اربعین
نمبر ۴ پھر فرماتے ہیں۔

دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی مگر وہ مجھ کو جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے
یہ ان لوگوں کی غلطی اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں میں وہ
درخت ہوں جسکو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اے لوگو تم یقیناً
سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک میرے ساتھ وفا کریگا۔
اگر تمھارے مرد اور تمھاری عورتیں اور تمھارے جوان اور تمھارے
بوڑھے اور تمھارے چھوٹے اور تمام بڑے سب ملکر میرے ہلاک
کرنے کے لیے دعائیں کریں یہانتک کہ سجدہ کرتے کرتے تمہارے
ناک میں گھس جائیں۔ اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمھاری
نہیں سنیگا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے۔ پس
اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں اور صادقوں
کے اور خدا کسی امر کو فیصلہ کے بغیر نہیں چھوڑتا جسطرح خدا نے پہلے مامورین
اور منکرین میں ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اب بھی فیصلہ کریگا

"خدا کے ماموروں کے آنے کے لیے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لیے بھی ایک موسم پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا خدا سے مت لڑو۔ یہ تمہارا کام نہیں۔ تم مجھے تباہ کر دو"

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صے ۱۳ ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

"مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لیے دعائیں کریں تو میرا خدا ان کی دعاؤں کو لعنت کی شکل میں بنا کر ان کے منہ پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت سے ملتے جاتے ہیں آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے۔ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے ہیں وہ سب کرو اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بد دعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ۔ پھر دیکھو کہ تم کیا بگاڑ سکتے ہو خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں مگر بد قسمت انسان دور سے اعتراض کرتے ہیں جن دلوں پر مہریں ہیں ان کا ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا تو اس امت پر رحم کر"

ضمیمہ اربعین ۴-۳ صے پھر فرماتے ہیں۔

میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا دشمنوں کی کوشش عبث ہیں اور حاسدوں

کے منصوبے لاحاصل۔ اے نادانو۔ اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضایع ہوا جو میں ضایع ہو جاؤنگا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کریگا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھولکر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دیگا؟ کبھی نہیں چھوڑیگا کیا وہ مجھے ضایع کردیگا کبھی نہیں ضایع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندے کو ہر میدان میں فتح دیگا۔"

پھر فرماتے ہیں۔ انوار الاسلام ص۲۰ و ۲۲

یہ سلسلہ آسمان سے قایم ہوا ہے تم خدا سے مت لڑو تم اس کو نابود نہیں کر سکتے اسکا ہمیشہ بول بالا ہے۔ ... اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کے لیے پیدا ہوا اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا اور ایسا مفتری ایسی جلدی ہلاک ہو جاتا کہ اب اس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ ملتا اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو کم سے کم یہ تو سوچو کہ شاید غلطی ہو گئی ہو اور شاید یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو۔ اربعین ۴ ص ۲۷

پھر فرماتے ہیں:-

"وہ خدا جو اپنے کلام اور کام کے ساتھ میرے پر ظاہر ہوا وہ
سب پر غالب ہے کوئی ہے جو اس کا مقابلہ کرے مخالف مر دے ہیں
اور دشمن مرے ہوئے کیڑے ہیں کوئی نہیں جو ان قدرتوں کا مقابلہ
کر سکے جو اس کے کلام اور کام کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر ہوتی ہیں۔
ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۱
دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔
مخالف چاہتے ہیں کہ میں نابود ہو جاؤں اور ان کا کوئی ایسا داؤ چل جائے
کہ میرا نام و نشان نہ رہے مگر وہ ان خواہشوں میں نامراد رہیں گے
اور نامرادی سے مرینگے بہتیرے ان میں سے ہمارے دیکھتے دیکھتے مر گئے
اور قبروں میں حسرتیں لے گئے مگر خدا میری تمام مرادیں پوری کریگا۔
یہ نادان نہیں جانتے کہ جب میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے
اس جنگ میں مشغول ہوں تو میں کیوں ضائع ہونے لگا۔ اور کون
ہے جو مجھے نقصان پہنچا سکے۔
ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۲
ناظرین یہ اقتباسات پڑھنے کے بعد اپنے دل میں سوچئے کہ کیا یہ (نعوذ
باللہ) کسی پاگل اور مجنوں کی باتیں ہیں اور غور کیجئے کہ کیا یہ شوکت
یہ یقین اور تحدی دیوانوں کے کلام میں ہوا کرتی ہے؟ اگر نہیں
تو انھیں مولف قرآن قادیانی کی قسم کے معترضین کو چھوڑ کر حق کو
قبول کرنے کے لیے آگے بڑھنا چاہیے یہ معترضین بالفاظ حضرت مسیح
موعود علیہ السلام نہ تو خود راستبازی کے محل میں داخل ہوتے ہیں
اور نہ دوسرے لوگوں کو داخل ہونے دیتے ہیں یہی دیکھ لیجیے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کسی تحریر کسی مضمون اور کسی کتاب میں یہ تحریر نہیں فرمایا کہ مجھے مراق ہے۔ مگر مخالفین از راہ شرارت یہ کہتے ہیں کہ آپ کو مراق تھا اس ضمن میں معترضین اخبار بدر کا جو حوالہ پیش کرتے ہیں وہ حضور کی تحریر نہیں بلکہ ڈائری ہے اور جب حضور کی اپنی تحریرات میں ہر جگہ "دوران سر" اور "سر درد" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں تو اس کے بالمقابل ڈائری کے الفاظ حجت نہیں۔ اسی طرح سیرۃ المہدی میں حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاءھا نے مراق کا لفظ دوران سر کے معنوں میں استعمال کیا ہے پھر مولف قرآن فاجیال نے ریویو جلد ۲۵ سے ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کے جس مضمون کا حوالہ دیا ہے اگر معترض کے اندر دیانت ہوتی تو وہ اس مضمون کو پڑھتا مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ معترض نے اس مضمون کو ہرگز نہیں پڑھا بلکہ ریویو جلد ۲۵ کی شائد شکل تک نہ دیکھی ہو۔ محض دوسروں کی لکھی لکھائی باتیں نقل کر دی ہیں۔ اور اسی کا نام بددیانتی ہے کہ بغیر تحقیق کے کسی پر الزام لگا دیا جائے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے اس مضمون میں مخالفین کے اعتراضات کے مدلل جوابات دیتے ہوئے طبی نقطہ نگاہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور کو ہرگز ہسٹریا یا مالیخولیا یا مراق نہیں تھا مخالفین نے محض شرارت سے "دوران سر" کے یہ نام رکھے ہیں اور جس قسم کا دوران سر حضور کو تھا طبی نقطہ نگاہ سے ایسے مریض نہایت قابل اور عالی دماغ انسان ہوتے ہیں

پس ہم ناظرین کی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ وہ اس قسم کے مخالفین کے اعتراضات
کی طرف نہ دیکھین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ مین "یہ تمام اعتراض بے
دینی اور حماقت کی وجہ سے ہین اعتراض وہ ہے جو پانی کتابون کے موافق
اعتراض ہو نہ ایسا اعتراض جسکے نیچے تمام نبی اور رسول آجائین ایسے اعتراض
کرنا بے ایمانوں اور لعنتوں کا کام ہے انوار الاسلام صفحہ ۴۰" اور ہمارے ناظرین
یہ تو پڑھ ہی چکے ہین کہ اگر مولف قرآن قادیانی کے اعتراضات کو درست مانا
جائے تو کوئی نبی بھی ان کی زد سے بچ نہین سکتا بالآخر دعا ہے کہ خدا تعالیٰ
اس رسالہ کو مفید بنائے اور اسکے پڑھنے والوں پر حق کھولدے اور پھر انہین
وہ جوش عطا فرمائے کہ صداقت کو قبول کرنے مین وہ کسی کی بھی پرواہ نکرین
سب سے آخر مین مولف رسالہ قرآن قادیانی کو متوجہ کرتے ہوئے رسالہ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہون کہ :-
نادان مخالف خیال کرتا ہے کہ میرے مکرون اور منصوبون سے یہ بات
بگڑ جائے گی۔ اور سلسلہ درہم برہم ہو جائیگا۔ مگر یہ نادان نہین جانتا
کہ جو آسمان پر قرار پاچکا ہے زمین کی طاقت مین نہیں۔ کہ اس رسالہ کو
کر سکے میرے خدا کے آگے زمین و آسمان کانپتے ہین خدا وہی ہے جو میرے
پر اپنی پاک وحی نازل کرتا ہے اور غیب کے اسرار سے مجھے اطلاع دیتا
ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہین۔ اور ضروری ہے کہ وہ اس سلسلہ
کو چلا دے اور بڑھا دے اور ترقی دے۔ جب تک وہ پاک اور پلید
مین فرق کر کے دکھلا دے ہر ایک مخالف کو چاہیے۔ کہ جہاں تک
ممکن ہو۔ اس سلسلہ کے نابود کرنے کیلیے کوشش کرے۔ اور
ناخنوں تک زور لگا دے۔ اور پھر دیکھے کہ انجام کار وہ غالب

ہو ایا خدا۔ دیکھئے اس سے ابو جہل اور ابو لہب اور ان کے رفیقوں
نے حق کے نابود کرنے کے لیے کیا کیا نہ زور لگائے تھے مگر اب وہ کہاں
ہیں۔ وہ فرعون جو موسی کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ اب اس کا کچھ
پتہ ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ صادق ضایع نہیں ہو سکتا۔ وہ فرشتوں
کی فوج کے اندر پھرتا ہے۔ بد قسمت وہ جو اس کو شناخت نہ کرے

ضمیمہ براہین پنجم ص ۱۲۸

خاکسار

محمد اسمٰعیل دیالگڈھی

خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ

بمقام لکھنؤ ۲۶ ۹/۴۶

رجسٹرڈ پبلشر

حاجی عابد علی خان مالک شاہی پریس

امین آباد متصل زنانہ پارک لکھنؤ